# صرفِ اُردو

امانت اللہ شیدا

تدوین و مقدمہ

ڈاکٹر غلام عباس

# صرفِ اُردو

امانت اللہ شیدا

تدوین و مقدمہ

ڈاکٹر غلام عباس

# صرفِ اردو

امانت اللہ شیدا

تدوین و مقدمہ

ڈاکٹر غلام عباس

شعبۂ اردو

سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا

# Sarf-e-Urdu

Amanat Ullah Shaida

Edited & Compiled
**Dr. Ghulam Abbas**
Abbasgondal2001@yahoo.com
00923458658186

Edition - 2015





کتاب
صرفِ اُردو

مصنف
امانت اللہ شیدا

تدوین و مقدمہ
ڈاکٹر غلام عباس

ناشر
شعبہ اردو
سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا

تزئین
مثال پبلشرز، فیصل آباد
Ph: 041-2615359, 2643841
E-mail: misaalpb@gmail.com

قیمت ـــــ 200 روپے

جناب محمد منیر حسین بھٹّی

کے نام!

# فہرست

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چودھری

وائس چانسلر، یونیورسٹی آف سرگودھا

# تقدیم

کسی بھی معاشرے کے ذہنی و فکری ارتقا، ثقافتی و سماجی رسمیات کی تفہیم اور معاشی و معاشرتی تناظرات کے تعین کا اندازہ اُس معاشرے میں موجود علمی و تعلیمی اقدار کی صورتِ حال سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اگر علمی و تعلیمی اقدار معروضی حالات کے تقاضوں کو پورا کر رہی ہیں اور بتدریج ارتقا پذیر ہیں تو نامساعد حالات کے باوجود اُس معاشرے کی ترقی کو نہیں روکا جا سکتا۔ بالخصوص اعلیٰ تعلیمی ادارے اِس ترقی میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں اور اپنے عہد کے تحقیقی، تنقیدی اور تخلیقی مزاج کو متعین کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ دنیا میں وہی قومیں ترقی کی منازل سے آشنا ہوتی ہیں جو اجتماعی طور پر علم کو اپنا اسلوبِ زیست بنا لیتی ہیں، تو غلط نہیں ہوگا۔

یونیورسٹی آف سرگودھا ۲۰۰۲ء میں قائم ہوئی۔ اِس مختصر عرصہ میں اِس نوزائیدہ یونیورسٹی نے اپنے نہایت قابل اساتذہ اور ذمہ داران کی مسلسل لگن اور محنت کے طفیل جو نیک نامی اور کامیابی سمیٹی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس وقت یونیورسٹی سے وابستہ ۲۷۶ پی ایچ ڈی اور ۲۴۵، ایم فل اساتذہ درس و تدریس میں مصروف ہیں۔ آج یونیورسٹی کا اپنا میڈیکل کالج، زرعی کالج اور انجینئرنگ کالج ہے۔ میانوالی اور بھکر میں براہِ راست یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام چلنے والے کیمپس ہیں جب کہ چار کیمپس ایسے ہیں جو پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت کامیابی سے رواں دواں ہیں۔ سائنسی دریافتوں، زرعی ترقی اور دیگر شعبہ جات میں ہونے والے تحقیقی کارناموں کے سبب سرگودھا یونیورسٹی نہ صرف اپنے پیروں پر کھڑی ہے بلکہ ملکی ترقی میں بھی اپنا کردار ادا کر رہی ہے نیز یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام ڈایاگنوسٹک سنٹر، فارمیسی، ٹراما سنٹر اور ریڈیو ایف ایم ۹۸.۲، جیسے منصوبے

مقامی اور ملکی سطح پر اپنا مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔ علاقے میں ناقص پانی کی وجہ سے بیماریوں کی روک تھام کے لیے یونیورسٹی نے اپنا منرل واٹر ''خوش آب'' کے نام سے متعارف کرایا جو اس علاقے میں خدمت کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ اِس کے علاوہ یونیورسٹی کے قیام اور ترقی کے سبب پورے خطے میں جو ثقافتی اور تعلیمی انقلاب برپا ہوا ہے وہ قابلِ تحسین بھی ہے اور لائقِ تقلید بھی۔

شعبہ اردو کا شمار بھی یونیورسٹی کے اہم ترین شعبہ جات میں ہوتا ہے جہاں بی ایس، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تدریس و تحقیق کا عمل جاری ہے۔ اس وقت شعبہ اردو میں آٹھ پی ایچ ڈی، سات ایم فل اساتذہ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں اور یہ سات اساتذہ بھی ۲۰۱۵ء کے آخر تک پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرلیں گے۔ یوں شعبہ اردو کی پوری فیکلٹی پی ایچ ڈی اساتذہ پر مشتمل ہوگی جو شعبہ اور یونیورسٹی دونوں کے لیے ایک اعزاز ہے۔ شعبہ میں اس وقت چھ سو (۶۰۰) کے لگ بھگ طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ شعبہ کا اپنا ریسرچ جرنل باقاعدگی سے شایع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سیمینارز، کانفرنسیں اور دیگر تقاریب شعبہ کا اختصاص ہیں۔

حال ہی میں شعبہ اردو نے اپنی مدد آپ کے تحت اپنا اشاعتی پروگرام شروع کیا ہے جس کے زیرِ انتظام تحقیقی و تنقیدی موضوعات پر اہم کتب شایع کی جارہی ہیں۔ ''صرف اُردو'' اس سلسلے کی تیسری کڑی ہے۔ یہ کتاب دو سو دس برس قبل (۱۸۰۶ء) لکھی گئی۔ پہلی بار ۱۸۱۰ء میں شایع ہوئی۔ یہ کتاب امانت اللہ شیدا جیسے عالم اور ماہر السنہ کی لکھی ہوئی ہے جس نے فقہ پر ''ہدایت الاسلام'' جیسی ضخیم کتاب عربی زبان میں لکھی اور خود اس کا ترجمہ اردو میں کیا۔ ''اخلاق جلالی'' کا ترجمہ عربی زبان میں ''جامع الاخلاق'' کے نام سے کیا اور ترجمہ قرآن مجید میں شریک مترجم رہے۔

کتاب کا موضوع اُردو زبان کی صرف (Morphology) ہے۔ صرف؛ کلمات، تشکیل کلمات اور تغیّر و تبدل کلمات کا علم ہے۔ امانت اللہ شیداؔ عربی کے بہت بڑے عالم تھے اور ان کے سامنے اردو قواعد کا کوئی نمونہ نہیں تھا۔ عربی میں صرف کا پھیلاؤ نحو سے زیادہ ہے اسی لیے عربی کے زیرِ اثر امانت اللہ شیداؔ علم صرف تک محدود رہے ورنہ اردو میں صرف ہی کافی نہیں بلکہ نحو بھی جزوِلاینفک ہے۔ بعد ازاں مولوی کریم الدین، مولوی محمد احسن اور فتح محمد جالندھری نے روایتی قواعد نویسی میں صرف کے ساتھ نحو پر بھی باقاعدہ توجہ دی۔ بیسویں صدی میں مولوی عبدالحق، نواب زین العابدین اور نسیم امروہوی جیسے علما نے جدید قواعد نویسی میں نحو کو باقاعدہ موضوع بنایا۔

شیداؔ نے اسم فعل اور اور حرف کی تقسیم قائم کی ہے۔ یہ بھی عربی کی بنیادی تقسیم ہے۔ البتہ اس کی تفاصیل میں اردو کے مزاج کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ یہ یونیورسٹی آف سرگودھا کا اعزاز ہے کہ مقامی سطح پر اردو قواعد کی پہلی کتاب دریافت اور تدوین کے مراحل سے گزر کر شعبہ اردو کے اشاعتی پروگرام کی وساطت سے منظر عام پر آ رہی ہے۔

ڈاکٹر غلام عباس ہمارے شعبے کے ایک محنتی اور صاحب لگن استاد ہیں۔ اچھے استاد کے ساتھ ساتھ اچھے محقق اور نقاد کی خصوصیات کے حامل ہیں۔ ان کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ ''اُردو قواعد کی مطبوعہ کتب کے تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' کے موضوع پر ہے اور تاریخ قواعد اور مباحث قواعد کے بارے میں ان کے مقالات بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

میں اس کام پر ڈاکٹر غلام عباس کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

# حرفے چند

میرے ڈاکٹریٹ کے مقالے کا عنوان ''اردو قواعد کی مطبوعہ کتب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' ہے۔ دورانِ تحقیق معلوم ہوا کہ اردو زبان اور قواعد پر ہمارے ہاں بے شمار بیش قیمت تحریریں موجود ہیں جو مختلف کتب خانوں اور علم کے قدردانوں کے پاس گوشۂ گم نامی میں پڑی ہیں۔ ان کی تلاش و تدوین انتہائی ضروری ہے۔ یہ متون سامنے آئیں گے تو اردو زبان و قواعد اور لسانی تحقیق کے نئے امکانات پیدا ہوں گے۔ بے شک کام مشکل ہے لیکن ضروری ہے۔

جس روز میرا پی۔ ایچ ڈی کا دفاع تھا، اس روز میرے کئی اساتذہ مجلس میں موجود تھے۔ بہ طور خاص ڈاکٹر فخر الحق نوری، ڈاکٹر نجیب جمال اور ڈاکٹر شفیق احمد نے حوصلہ بڑھاتے ہوئے اس میدان میں کام کو آگے بڑھانے کا کہا اور دعا دی۔

محترم ڈاکٹر محمد اکرم چودھری، وائس چانسلر جامعہ سرگودھا سے ملا اور صورتِ حال پر بات ہوئی تو انھوں نے مبارک باد دی اور یہ بھی فرمایا:

> ''اب یہ آپ کا میدان عمل ہے۔ زبان و قواعد کی تاریخ کی گم شدہ کڑیاں دریافت کرنا اور انھیں اصلی حالت میں پیش کرنا اب آپ کی اور آپ کی وساطت سے جامعہ سرگودھا کی ذمہ داری ہے۔ یونی ورسٹی کے دروازے آپ کے علمی کام کی اشاعت کے لیے ہر وقت کھلے ہیں۔''

اسی حوصلہ افزائی نے ہمت بندھائی اور اب جامعہ سرگودھا کے شعبۂ اُردو میں ڈاکٹر سید عامر سہیل چیئر مین شعبۂ اُردو کی قیادت میں ان متون کی تدوین کا کام جاری ہے۔ ایم۔ اے اور

ایم۔فل کے طلبا کئی اہم متون کی تدوین کر چکے ہیں جن میں ''قواعد المبتدی'' مؤلفہ مولوی کریم الدین، ''رسالہ قواعد اردو'' مؤلفہ نثار علی بیگ و منشی فیض اللہ خان ''قواعد صرف و نحو اردو'' مؤلفہ امام بخش صہبائی اور ''آئین اردو'' مؤلفہ نواب زین العابدین فرجاد جیسی اہم کتب شامل ہیں۔ اردو زبان میں اصلاح زبان کی روایت پر اسی شعبے کے استاد مقبول نثار ملک پی۔ ایچ ڈی کی سطح کا کام مکمل کرنے والے ہیں۔ یہ کتاب اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ یہ تفصیل اگرچہ ''تعلی'' کی شکل اختیار کر رہی ہے لیکن مقصود یہ ہے کہ سرگودھا یونی ورسٹی اردو ادب کے ساتھ اردو زبان کی تحقیق پر بھی توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔

''صرفِ اردو'' کسی بھی ہندستانی کی لکھی ہوئی پہلی قواعد اردو ہے۔ یہ اردو زبان میں لکھی گئی پہلی اردو قواعد بھی ہے اور پہلی منظوم قواعد بھی۔ اس کتاب کے منظر پر آنے کے بعد یہ طے ہو جاتا ہے کہ مقامی سطح پر اردو قواعد نویسی کا باقاعدہ آغاز امانت اللہ شیداؔ کے ہاتھوں ہوتا ہے۔ یہ بھی طے ہو جاتا ہے کہ روایتی قواعد نویسی کا بنیادی خاکہ اسی کتاب نے فراہم کیا۔ آج تک روایتی اور ہدایتی قواعد نویسی اسی منہاج پر چل رہی ہے۔ اردو قواعد نویسی کے آغاز اور ارتقا میں یہ سنگِ بنیاد ہے جو آج تک نادریافت تھا، اب یہ سب کے سامنے ہے۔ اس پیش کش کے ساتھ یہ عرض کرنا بھی لازم ہے کہ میں نہ مشاق مدون ہوں نہ اعلیٰ درجے کا مدون ہونے کا دعویٰ ہے۔ اردو زبان سے محبّت رکھتا ہوں اور تمنا ہے کہ اردو ادب کے ساتھ ساتھ اردو زبان کی تدریس اور تحقیق پر جامعات بہ طور خاص توجہ دیں۔ ماضی کے کارناموں کی دریافت اس لیے ضروری ہے کہ ہم تحصیلِ حاصل میں توانائیاں صرف نہ کریں اور اپنی محنت اس مقام سے شروع کریں جس پر اسلاف چھوڑ کر گئے ہیں۔ اس سے بڑا کام یہ ہے کہ ہم اردو زبان سے عہد حاضر کے مطالبات پر غور کریں۔ تکلّم کی زبان خودرو ہے لیکن خصوصی مقاصد کے لیے زبان پر سائنسی ایجادات کی طرح شعوری اور منظّم محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ شعبۂ اردو جامعہ سرگودھا اپنے نصابات اور تحقیقات میں اس نکتے پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔ درخواست ہے اردو زبان سے وابستہ تمام ادارے اس چیلنج کو سمجھیں اور اس کے مقابلے کے لیے کمربستہ ہوں۔

ڈاکٹر شفیق احمد میرے مشفق ہیں۔ میرے ڈاکٹریٹ کے نگران ہیں لیکن اس تعلق سے بڑا تعلق، تعلّق خاطر ہے جس میں ان کی محبّت میری سعادت مندی سے ہمیشہ دو قدم آگے ہی رہتی

ہے۔ان کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی مسلسل شامل حال رہی۔شعبۂ اُردو کے اشاعتی منصوبے کے ارکان اور خاص طور پر ڈاکٹر سید عامر سہیل کا شکر گزار ہوں کہ اس کاوش کو شعبۂ اردو کے پلیٹ فارم سے اشاعت کے لیے منتخب کیا۔

پروفیسر نسیم عباس، ڈاکٹر سمیرا اعجاز، ڈاکٹر محمد یار اور ڈاکٹر فیاض احمد فیضی نے بھی کئی مقامات پر مدد کی۔ میں ان سب کا ممنون ہوں۔

# مقدمہ

از

ڈاکٹر غلام عباس گوندل

## صرفِ اُردو مؤلفہ امانت اللہ شیداؔ

اردو قواعد نویسی کا آغاز مستشرقین کے ہاتھوں سترھویں صدی کے آخر میں ہوا۔ جان جوشوا کیٹلر پہلے یورپی قواعد نویس ہیں۔ اردو لغت و قواعد پر ان کا رسالہ ۱۶۹۸ء میں تالیف ہوا۔ بعدازاں انیسویں صدی کے آغاز تک متعدد قواعد نویسوں کے نام سامنے آتے ہیں جن میں بنجمن شلزے، جارج ہیڈلے، گل کرسٹ اور لیبیڈف کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

کیٹلر کی کتاب، ہندوستانی اور فارسی قواعد و ذخیرہ الفاظ کی اولیں تعارفی کتاب ہے۔ مصنّف نے اسے تعلیم نامہ یا ہدایت نامہ کہا ہے اور اس کے نام کا اردو ترجمہ اس طرح ہے:

> ''ہدایت یا تعلیم زبان ہندوستانی و فارسی مع ان کی تصریف و مطابقت فعل نیز ہندوستانی اور ڈچ پیمانوں اور اوزان کا موازنہ اور چند مسلمان ناموں کے معانی۔'' [۱]

تاریخی اعتبار سے یہ کتاب بہت اہم کتاب ہے۔ اس کتاب میں پہلی بار یورپیوں کو اردو سکھانے کے لیے ایک ماڈل وضع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب کے ابتدائی حصے میں ذخیرۂ الفاظ فراہم کرنے کے لیے کثیر فہرستیں، ان کی درجہ وار پیش کش، ضرورت کے الفاظ کا بہ طور خاص شمول، بنیادی کلمات کی واقفیت اور ذخیرہ فراہم کرتا ہے، جس کے بغیر تراکیب اور بڑی نحوی

ساختوں کی آموزش ممکن نہیں۔ کیٹلر نے ان فہرستوں میں بھی قواعدی درجہ بندی کا کسی حد تک اہتمام کیا ہے۔ ترکیبی ساختوں میں سب سے پہلے 'پہلے درجے' کی مطابقت میں ضمیر واحد متکلّم (میں-ik) کے ساتھ کثیر تعداد میں افعال دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد اسما اور ضمائر کی مختلف حالتیں درج ہیں۔ حالتوں کا تصور واضح کرنے کے بعد حالتوں کی ترکیبی ساختیں درج کی ہیں۔ افعال میں ایک خاص تنظیم کے ساتھ فعل کی اشتقاقی صورتیں درج ہیں اور مفرد افعال سے سادہ جملے بنائے گئے ہیں۔ سادہ جملوں کی تعداد زیادہ جب کہ قدرے بڑے جملوں کی تعداد کم ہے۔ سادہ اشتقاقی صورتیں درج کرنے کے بعد حرف نہی، حرف نفی، ضمیر موصولہ، جواب صلہ اور اظہار شک کا طریقہ سمجھایا گیا۔ بعدازاں مشق کے لیے کثیر تعداد میں مختصر جملے دیے گئے۔ کچھ مترادفات بھی درج کیے گئے۔ آخری حصے میں کچھ مسیحی احکامات وعقاید اور دعاؤں کا ترجمہ پیش کیا گیا۔ یہ یورپی زبانوں سے اردو ترجمے کی مثال ہے۔ ۱۷۴۳ء میں اس کتاب کے چند صفحات، لاطینی ترجمے کے ساتھ ڈیوڈ ملیس نے اپنے ''مقالات منتخبہ'' (Selected Dissertae) میں شامل کیے۔ [۲]

کیٹلر کے بعد بنجمن شلزے کی کتاب دستیاب ہے۔ یہ کتاب ہندوستانی گرائمر (Grammatica Hindustanica) کے عنوان سے لکھی گئی اور لاطینی زبان میں ہے۔ یہ ۱۷۴۵ء میں شایع ہوئی۔ [۳] ڈاکٹر ابواللّیث صدیقی نے اس کا اردو ترجمہ کر کے اسے ۱۹۷۷ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شایع کرایا۔ اس طرح یہ کتاب اردو خوان طبقے کی دسترس میں آگئی۔ ڈاکٹر ابواللّیث صدیقی کے سامنے کتاب کے لاطینی متن کی بجائے اس کا انگریزی ترجمہ تھا۔ اس وجہ سے لاطینی متن اور اردو ترجمے کے اندراجات میں کئی جگہ پر اختلاف موجود ہے، لیکن اس سے اس ترجمے کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ کتاب کے مباحث کا خاکہ اس طرح ہے کہ باب اول میں دیوناگری قدیم، دیوناگری رائج، بنگالہ، گورمکھی اور اردو حروفِ تہجّی اور ان کی آوازاوں کے انگریزی قائم مقام درج ہیں۔ اس کے بعد عام طور پر مستعمل الفاظ کی ایک فہرست ہے۔ باب دوم میں اسم کی وحدت وجمع اور فاعلی، اضافی، مفعولی، ندائی اور ظرفی حالتوں کا بیان ہے۔ ان حالتوں کی گردانیں بھی درج ہے۔ تذکیر وتانیث کی مختصر بحث بھی درج ہے۔ اسی باب میں کچھ ایسے اسما درج ہیں جن کو سابقوں اور لاحقوں سے تشکیل دیا گیا ہے۔ صفت کے بیان میں صفت کے موصوف سے پہلے آنے اور موصوف سے مطابقت کا تذکرہ ہے۔ سوابق سے بننے والی صفات کا ذکر بھی ہے۔ اعداد کا

بیان بھی صفت میں درج ہے۔ تیسرا باب ضمیر کی بحث میں ہے۔ ضمائر شخصی میں ضمیر مشترک اور ضمیر تعظیمی کا ذکر بھی ہے۔ اس کے علاوہ ضمیر اشارہ اور ضمیر استفہام کے عنوانات موجود ہیں اور 'جو' ضمیر موصولہ کا ذکر ضمناً موجود ہے۔

چوتھا باب فعل کے مباحث کا احاطہ کرتا ہے۔ ہر فعل کے تین صیغے بتائے ہیں۔ اس کے بعد فعل کی جنس کا ذکر ہوا ہے اور کچھ گردانیں درج ہیں جیسے: زمانۂ حاضر مطلق (دیتا)، زمانۂ حاضر مرکب (میں دیتا ہوں)، واحد تکریمی (ہم دیتے ہیں) فعل ناتمام (ماضی: میں دیتا تھا) صیغۂ حاضر تمام (میں دیتا)، حاضر تمام دوم (میں دیتا ہوں) ماضی تمام (میں دیتا تھا) واحد تعظیمی (ہم دیا تھے) فعل مستقبل (میں دوں، میں دوں گا) واحد تعظیمی (ہم دیوینگے، دیں گے) وغیرہ، وغیرہ۔ اس بیان میں افعال مرکبہ کا تصور بھی موجود ہے اور اس کی دو صورتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک فعل اور فعل کے ملنے سے اور دوسری اسم اور فعل کی ترکیب سے۔ کتاب میں کئی مصادر سے ماضی، حالیہ، امر اور مستقبل کے صیغے بھی درج کیے گئے ہیں۔

پانچواں باب حرف کے بیان میں ہے اور کتاب میں پہلا عنوان ''حرفِ عطف کا بیان'' ہے۔ اس میں بھی، ککو (کہ وہ)، واسطے، نہیں تو، اے نا ہو کہ، بن، تو، تو بھی، آگے، پیچھے، گئے، ہوئے تو، ابھی، او کیا کہے تو، اس واسطے، اس مقابلہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد کچھ حروف لاحقہ کا ذکر ہے جن میں مے، موں، درمیان، بیچ، بیچ مے، کن (کنے، پاس، نزدیک)، پر، اوپر، تلے، نیچے، ستی، سوں، سے، بھیتر، اندر، ساتھ، سنگات، سنگ، ہمراہ، شامل، آگے، پیچھے، پو، ہات، مے، ونحہ، تیں، سامنے، نزدیک، میسوں، واسطے، تک، نزدیک کا ذکر ہے۔ ندا میں اے، تأسف میں ہائے وغیرہ کا تذکرہ بھی ہے۔ نحو میں چند حالات اسم اور مصدر کا مختصر بیان ہے:

جارج ہیڈلے کی قواعد: [۴]

"Grammatical remarks on the practical and current dialect, of the jargon of Hindostan with a vocabulary....."

۱۸۷۲ء میں لندن سے شایع ہوئی۔ ایک برس قبل بھی ایک رسالہ لندن سے شایع ہوا۔ اکسٹھ صفحے کے اس رسالے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہیڈلے کی قواعد کے طبع ہونے سے پہلے، اس کے متن سے سرقہ کر کے لکھا گیا۔ لندن سے شایع ہونے والا رسالہ اور ہیڈلے کی قواعد

انگریزی زبان میں اردو قواعد نویسی کی ابتدائی مثالیں ہیں۔ ہیڈلے کی کتاب میں قواعد کا حصہ صرف انتیس صفحات کا ہے۔ اس میں اسما، صفات اور ضمائر اور ان کی حالتوں پر بات کی گئی ہے۔ مختصر اندراج افعال اور ان کی اقسام کا بھی ہے۔ کتاب کا زیادہ تر حصہ ذخیرۂ الفاظ، روزمرہ جملات، مختلف کاموں سے متعلق جملوں، فوجی مکالموں، کچھ گیتوں، کہانیوں وغیرہ پر مشتمل ہے۔ ہیڈلے کی کتاب پر مرزا محمد فطرت نے نظر ثانی کی۔ اس میں بہت سی ترامیم اور اضافے ہوئے۔ بعد ازاں اس کا نام بھی: [۵]

A Compendious Grammar of the Current Corrupt Dialect of the Jargon of Hindustan

ہوگیا۔ ہیڈلے کی قواعد کو قبول عام حاصل ہوا اور اس کے کئی ایڈیشن شایع ہوئے۔

جارج فرگوسن کی ہندوستانی زبان کی لغت (A dictionary of Hindustan language) ۱۷۷۳ء میں شایع ہوئی۔ اس کے ابتدائیے میں کئی صفحات ہندستانی زبان کے قواعد پر ہیں۔ شروع میں وہ کئی صفحات ہندستان میں رائج رسوم الخط پر لکھتا ہے اور دیوناگری رسم الخط کے صوتی نظام کی تعریف کرتا ہے اور یورپیوں کو تجویز کرتا ہے کہ وہ دیوناگری رسم الخط سیکھیں۔ قواعد میں وہ آرٹیکل، اسما، ضمائر، صفات، افعال، حروف ربط اور حالات اسم وغیرہ پر مختصر بات کرتا ہے۔

۱۷۷۸ء کی شایع شدہ ایک کتاب بہ عنوان: [۶] Grammatica Industana: a mais Vullgar......... ملتی ہے جو پرتگیری زبان میں لکھی گئی۔ اس کے مصنف کا ذکر نہیں ہے۔ یہ بھی ہیڈلے کی کتاب کے انداز پر لکھی گئی کہ ابتدا میں قواعد کا حصہ ہے، جو مختصر ہے۔ البتہ ہیڈلے کی نسبت تفصیلی ہے۔ زیادہ تر حصہ ذخیرۂ الفاظ اور روزمرہ کا احاطہ کرتا ہے۔

یورپی زبانوں میں اردو قواعد نویسی کی روایت کو صحیح معنوں میں مستحکم کرنے اور اسے درجۂ اعتبار عطا کرنے میں گل کرسٹ کا نام بہت اہم ہے۔ اس کی کتاب ''ہندوستانی زبان کی قواعد [۷]'' (A Grammar of the Hindoostanee Language) ۱۷۹۶ء میں شایع ہوئی۔ یہ کتاب گل کرسٹ کی ہندستانی لسانیات کی تیسری جلد ہے، جو گل کرسٹ کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کسی بھی زبان میں لکھی گئی یہ پہلی تفصیلی اردو قواعد ہے۔ اس کے حصۂ صرف میں مباحث عنوانات کے ساتھ ہیں۔ اہم مباحث میں آرٹیکل، اسم، وحدت وجمع وتذکیر وتانیث،

حالات اسم، ضمائر واقسام ضمائر، صفت واقسام صفت اور طریقۂ تفضیل، فعل، اقسام فعل اور صیغے، متعلّقات فعل اور حروف کی بحث ہے۔ حصہ نحو اگرچہ الگ ہے لیکن مباحث کے عنوانات نہیں ہیں بل کہ بیس قوانین درج کیے گئے ہیں۔ یہ قوانین زیادہ تر مطابقت کے ہیں۔ اس قواعد میں ہندستانی زبان کے الفاظ کی املا رومن کے علاوہ اردو رسم الخط میں بھی درج ہے۔ کثیر مثالیں درج ہیں اور ان میں سے زیادہ تر اشعار ہیں۔ مصنّف نے اس کتاب میں اردو عروض پر بھی بات کی ہے۔ گل کرسٹ کی چند دوسری کتب میں بھی قواعد کی بحثیں موجود ہیں۔ گل کرسٹ کی مشرقی زبان دان [۸] (Oriental Linguist) ۱۷۹۸ء میں شایع ہوئی۔ اس کے تعارف میں بھی گل کرسٹ نے ہجا اور قواعد کے مباحث مختصراً درج کیے ہیں۔ ان کی کتاب اینٹی جار جانسٹ [۹] (Anti Jargonist) میں ہندوستانی زبان کا تعارف ہے۔ یہ ۱۸۰۰ء میں شایع ہوئی۔ اس کی ابتدا میں ایک طویل تعارف ہے۔ اس تعارف میں ستائیس صفحے ہندستانی زبان کی قواعد کے ہیں، جن میں مختصراً حروفِ تہجّی، اسم، ضمیر، حروف جار، صفت اور فعل کا تعارف درج ہے۔ ہندستانی فلالوجی [۱۰] (Hindustani Philology) پہلی بار ۱۸۱۰ء میں شایع ہوئی۔ اس کی ابتدا میں بھی تفصیلی تعارف ہے۔ اس تعارف کا زیادہ تر حصہ ہجا اور قواعد کے مباحث پر محیط ہے۔ موضوعات تو وہی ہیں جو گل کرسٹ کی قواعد (۱۷۹۶ء) میں موجود ہیں لیکن منہاج مختلف ہے۔ مباحث کو نمبر وار درج کیا گیا ہے۔ اشعار کی مثالیں نہیں ہیں۔ اردو سے بھی مثالیں کم ہیں اور توضیحات زیادہ ہیں۔ کئی جگہ پر انگریزی اور دیگر یورپی زبانوں کے ساتھ تقابل کی کیفیت ہے۔ نحو کے مباحث میں کالم بنا کے گردانوں کی شکل بھی موجود ہے۔ اس سے تفہیم میں آسانی ہوتی ہے۔

''ہندستانی فلالوجی'' بعد ازاں ۱۸۲۵ء میں شایع ہوئی۔

اس جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ امانت اللہ شیداؔ سے پہلے اردو قواعد نویسی کی لگ بھگ ایک صدی کی روایت موجود تھی۔ یہ تمام تر قواعد نویسی یورپی زبانوں میں تھی اور امانت اللہ شیداؔ کے سامنے اردو زبان میں قواعد نویسی کا نمونہ موجود نہیں تھا۔ فارسی زبان میں میرزا خان کی کتاب ''تحفۃ الہند'' [۱۱] میں بھاکا کے چند قواعد موجود ہیں۔ یہ ۱۶۶۷ء میں لکھی گئی۔ قواعد کے یہ چند صفحات مسعود حسن رضوی ادیب نے اردو ترجمہ کر کے ''قواعد کلیہ بھاکا'' کے نام سے شایع کیے۔ اس کتاب میں تمام تر اصطلاحیں سنسکرت سے ماخوذ ہیں۔ زیرِ بحث زبان بھی قدیم بھاکا ہے، جس کا زیادہ تر حصہ متروک ہے۔

امانت اللہ شیدا کی کتاب ''صرف اردو'' ۱۸۰۶ء[۱۱] میں لکھی گئی اور ہندوستانی پریس کلکتہ سے ۱۸۱۰ء میں شایع ہوئی۔ اردو زبان میں اردو قواعد نویسی کا آغاز اسی کتاب سے ہوتا ہے اور مولوی امانت اللہ شیدا کو پہلا مقامی اردو قواعد نویس ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔ امانت اللہ شیدا کے تفصیلی سوانحی کوائف دستیاب نہیں البتہ فورٹ ولیم کالج سے متعلق کتب میں ان کی خدمات کا ذکر بطور مترجم بالعموم موجود ہے۔ حامد حسن قادری کے مطابق:

''کالج میں کام کرنے سے پہلے بطور خود انہوں نے فقہ اسلام کے متعلق ایک ضخیم کتاب عربی زبان میں ''ہدایت الاسلام'' کے نام سے لکھی تھی۔ اس کے فائدے کو عام اور وسیع کرنے کے لیے اس کتاب کا ترجمہ اردو میں کیا اور وہی نام رکھا۔ پہلی جلد ترجمہ کر کے ڈاکٹر گل کرائسٹ کے سامنے پیش کیا۔ ڈاکٹر پر ان کے علم و فضل کا بڑا اثر ہوا اور ان کو عربی، فارسی کے ترجمے کے لیے ملازم رکھ لیا۔''[۱۲]

جب ہم ترجمہ نگار کے طور پر دیکھتے ہیں تو عربی زبان میں فقہ کی کتاب ''ہدایت الاسلام'' لکھ کر خود ہی اس کا ترجمہ ہندوستانی میں کرنا؛ ان کے عربی اور ہندوستانی دونوں پر عبور کی نشان دہی کرتا ہے۔ اپنے طور پر انہوں نے ''اخلاق جلالی'' کا ترجمہ عربی زبان میں ''جامع الاخلاق'' کے نام سے کیا؛ جس سے ان کی فارسی اور عربی دونوں زبانوں کی مہارت کا ثبوت ملتا ہے۔ ایسے آدمی پر گل کرسٹ کا بھروسا بجا تھا۔ فورٹ ولیم کالج کی دستاویزت میں شیدا کا نام قرآن مجید کے ترجمے کے منصوبے میں شریک مترجم اور ''نقلیاتِ لقمانی'' کے عربی مترجم کے طور پر موجود ہے۔ ترجمہ قرآنِ مجید کا آغاز ذی الحجہ ۱۲۱۷ھ کو ہوا۔ ابتدا میں یہ کام کاظم علی جوان، مولوی امانت اللہ اور میر بہادر علی حسینی کے سپرد ہوا۔ کچھ عرصے بعد مولوی فضل اللہ کو بھی اس منصوبے میں شامل کیا گیا۔ پانچ چھ سیپاروں کے ترجمے کے بعد ترجمے کی بابت دونوں مولویوں کے درمیان اختلاف ہوا تو امانت اللہ شیدا کی جگہ حافظ غوث علی کو شامل کر دیا گیا۔ ''نقلیات لقمانی'' ایک ایسا پراجیکٹ تھا، جس میں قدیم انگریزی قصوں کو مشرقی زبانوں میں ڈھالا گیا۔ اس منصوبے میں تارانی چرن مشر، مولوی امانت اللہ، میر بہادر علی حسینی، شیر علی افسوس، للولال جی کوی، غلام اشرف اور سڈل پنڈت شامل تھے۔[۱۳] پہلے تین مترجمین کو ''خصوصیت کے ساتھ انعام کا حق دار قرار دیا گیا۔''[۱۴]

مولوی امانت اللہ شیدؔا کی ان چاروں کاوشوں میں وہ بطور مترجم سامنے آرہے ہیں۔

ترجمے کے لیے سب سے اہم ضرورت لسانی مہارت ہے۔ ان تراجم میں وہ اردو، عربی اور فارسی زبان کے ماہر کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ''نقلیات لقمانی'' میں انگریزی قصوں کو مختلف زبانوں میں منتقل کیا گیا اور عربی زبان میں ڈھالنے کا کام شیدؔا نے کیا، لیکن حتمی طور پر ایسی کوئی شہادت دستیاب نہیں جو انگریزی زبان پر ان کی دسترس کا تعیّن کر سکے۔ عین ممکن اور زیادہ قرین قیاس ہے کہ گل کرسٹ نے انگریزی قصے ہندوستانی یا کسی اور مقامی زبان میں مقامی ترجمہ نگاروں تک پہنچائے ہوں یا انھیں سنائے گئے ہوں۔

مولوی امانت اللہ شیدؔا نے ترجمے کے علاوہ بھی کوئی کام کیا یا نہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ان کی کتاب ''صرف اردو'' ہے۔ یہ اردو صرف کے قاعدوں پر ایک طویل منظوم مثنوی ہے جس کا نام فورٹ ولیم کالج کے بارے میں لکھی گئی بیشتر تحریروں میں مل جاتا ہے لیکن کتاب دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے مولوی عبدالحق نے ''قواعد اردو'' کے مقدمے میں اور ڈاکٹر جمیل جالبی نے ''تاریخ ادب اردو'' کی جلد سوّم میں اس کتاب کا ذکر نہیں کیا۔ ستمبر ۱۹۱۸ء کے 'معارف' میں اس کتاب پر سعید انصاری کا ایک تعارفی مضمون اس کتاب پر اولین تعارفی اور تنقیدی تحریر ہے۔[۱۵]

فورٹ ولیم کالج سے متعلّق اکثر کتب میں کتاب کا ذکر موجود ہے۔ عتیق صدیقی کی کتاب ''گل کرسٹ اور اس کا عہد'' میں اس کتاب کا نام ایک جگہ درج ہے۔ ڈاکٹر عبیدہ بیگم کے ہاں اس پر الگ سے بحث ان کی کتاب ''فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات'' کے صفحہ نمبر ۶۱۲ تا ۶۱۴ پر موجود ہے اور انہوں نے طبع اوّل کے آغاز اور اختتام کے حوالے بھی دیے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوران تحقیق یہ کتاب ضرور ان کی دسترس میں تھی، لیکن انھوں نے اس کا تفصیلی مطالعہ نہیں کیا۔ اسی وجہ سے لکھ دیا کہ 'شیدا نے ''صرف اردو'' میں قواعد کے صرفی ونحوی اصولوں کو نظم کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔''[۱۶] ڈاکٹر سمیع اللہ نے بھی لکھا:

''صرف اردو۔۔۔ یہ ایک منظوم رسالہ ہے جس میں قواعد صرف ونحو نہایت دلکش انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔''[۱۷]

حقیقت یہ ہے کہ اس رسالے میں صرف، اردو صرف کے قواعد منظوم ہیں۔ شیدؔا نے

خود کہا کہ 'نحو سے اس کی میں ہوا ساکت' [۱۸]، اس لیے اس کے موضوع پر بات کرتے ہوئے 'نحو' کو اس میں شامل نہیں کرنا چاہیے۔

اس کے سنہ تصنیف کی چند ایک کتب میں اطلاع موجود ہے۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی اس ضمن میں پر یقین نہیں ہیں۔ ان کے الفاظ میں:

''کہا یہ جاتا ہے کہ ۱۸۰۶ء میں امانت اللہ شیدا نے ''صرف اردو'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا، جس میں اردو کی قواعد کے ابتدائی اصولوں سے بحث کی گئی تھی۔ لیکن یہ رسالہ سامنے نہ ہونے کی بنا پر اس کے بارے میں کچھ کہنا دشوار ہے۔'' [۱۹]

ڈاکٹر عبیدہ بیگم نے اس کے سال تصنیف کے بارے میں حتمی اندراج کیا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ ''یہ کتاب ۱۸۰۶ء بمطابق ۱۲۲۱ھ مکمّل ہوئی۔'' [۲۰] ڈاکٹر سمیع اللہ نے اس کے سال تصنیف کے ساتھ ساتھ اس کی پہلی اشاعت کے سن کا تعیّن بھی کیا ہے اور لکھا:

''انہوں نے یہ رسالہ ۱۸۰۶ء میں تصنیف کیا تھا لیکن بعض دشواریوں کے باعث اس کی اشاعت ۱۸۱۰ء میں عمل میں آئی۔'' [۲۱]

جب ہم شیدا کی کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس کے اندر کتاب کا سن تصنیف اور سبب تصنیف اور موضوع کا تعیّن وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ وہ سن تالیف کو یوں نظم کرتے ہیں:

سن تھے بارہ سی بیس و یک اے یار
کہ یہ کانِ گہر ہوئی تیّار [۲۲]

۱۲۲۱ھ سے ۱۸۰۶ء برآمد ہوتے ہیں اور یہی اس کتاب کی تکمیل کا برس ہے۔ ۱۸۱۰ء سے قبل اس کی اشاعت کا سراغ نہیں مل سکا۔ ڈاکٹر عبیدہ بیگم کے ہاں ۱۸۱۰ء کی اشاعت کے حوالے موجود ہیں۔ [۲۳] اڈنبرا یونی ورسٹی کے کتب خانے میں ہندستانی پریس کلکتہ سے ۱۸۱۰ء میں شایع ہونے والا نسخہ موجود ہے اور یہی تدوین میں بہ طور اساسی نسخہ اختیار کیا گیا ہے۔ [۲۴] اس کتاب کا ایک خطی نسخہ انجمن ترقی اردو کے کتب خانۂ خاص میں موجود ہے۔ یہ نسخہ ۱۸۶۲ء کا مرقومہ ہے۔

اگر کتاب کا سال تصنیف اور سال طباعت دیکھا جائے تو ذہن مختلف محققین کے ان

بیانات کی طرف جاتا ہے جن میں انشاء اللہ خان انشا کی کتاب ''دریائے لطافت'' کو مقامی سطح پر لکھی گئی اردو قواعد کی پہلی کتاب قرار دیا گیا ہے۔
اس سلسلے میں مولوی عبدالحق لکھتے ہیں:

''اہل ہند میں سب سے اوّل اس مضمون پر اردو کے مشہور شاعر میر انشاء اللہ خان انشا دہلوی نے قلم اُٹھایا۔ ان کی ''دریائے لطافت'' ۱۲۲۲ھ/۱۸۰۲ء میں بعہد نواب سعادت علی خان بہادر لکھی گئی۔'' [۲۵]

اس کے بعد ۱۹۱۶ء میں انھوں نے یہ کتاب مرتب کر کے شایع کی تو اس کے دیباچے میں لکھا:

''یہ پہلی کتاب ہے جو ہندی اہلِ زبان نے اردو صرف ونحو پر لکھی۔'' [۲۶]

مولوی عبدالحق کی مدوّنہ 'دریائے لطافت'' کا ترجمہ پنڈت دتاتریہ کیفی نے کیا۔ یہ ترجمہ ۱۹۳۵ء میں طبع ہوا۔ اس میں مترجم اور مدوّن، ہر دو کا دیباچہ شامل ہے۔ اس میں پنڈت دتاتریہ کیفی لکھتے ہیں:

''یہ پہلی کتاب ہے جو اردو کے علم لسان، گریمر، انشا اور محاورے اور روزمرہ پر کسی ہندی نے تصنیف کی'' [۲۷]

اس کتاب میں مولوی عبدالحق کا طبع ثانی کا دیباچہ بھی موجود ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:

''سیّد انشا کی ''دریائے لطافت'' ۱۲۲۳ھ (۱۸۰۸ء) میں تصنیف ہوئی اور تخمیناً ۴۳ برس بعد سنہ ۱۲۶۶ھ (سنہ ۱۸۴۹ء) میں مولوی مسیح الدین خان بہادر نے اپنے نستعلیق ٹائپ کے مطبع، آفتاب عالم واقع مرشد آباد، میں طبع کی۔'' [۲۸]

مولوی عبدالحق کے ان بیانات کے بعد جس نے بھی اردو قواعد نویسی میں اوّلیت کی بات کی تو مقامی سطح پر انشاء اللہ خان انشا ہی کا نام لیا۔ ان لوگوں میں ڈاکٹر خلیل الرحمٰن داؤدی، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر نعمت الحق، ڈاکٹر جمیل جالبی اور ڈاکٹر شازیہ عنبرین وغیرہ کے نام نمایاں ہیں۔ چند ایک بیانات ملاحظہ ہوں:

ڈاکٹر خلیل الرحمٰن داؤدی:

''انشاء اللہ خان، انشا پہلے ہندوستانی ہیں، جنھوں نے ہندوستانی زبان کے قواعد پر پہلی کتاب ''دریائے لطافت''، لکھی۔۔۔ ۱۲۲۲ھ مطابق ۱۸۰۷ء میں معرضِ وجود میں آئی۔'' [۲۹]

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے مطابق:

''بہر حال انیسویں صدی میں خود اردو بولنے والے، اس زبان کی قواعد کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سلسلے میں سب سے پہلا کارنامہ انشاءاللہ خان، انشا کی ''دریائے لطافت'' ہے۔'' [۳۰]

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے خیال میں:

''دورِ اوّل کے اہلِ زبان قواعد نویسوں میں، انشا فضیلت، تقدّم اور دقتِ نظر کے لحاظ سے سرفہرست ہیں۔'' [۳۱]

ڈاکٹر نعمت الحق کے الفاظ میں:

''اردو دان طبقے نے انیسویں صدی میں اردو قواعد نویسی پر توجہ دی۔ اس سلسلے میں انشاءاللہ خان انشا کی ''دریائے لطافت'' کو تقدم حاصل ہے۔'' [۳۲]

ڈاکٹر جمیل جالبی، ''تاریخ ادب اردو'' جلد سوم میں لکھتے ہیں:

''انشا نے فارسی میں لکھا لیکن اس کا موضوع اردو زبان اور اس کی قواعد ہے۔ ''دریائے لطافت'' اردو زبان کی پہلی کتاب ہے جسے کسی اہلِ زبان نے لکھا۔ اس کی تصنیف میں میرزا محمد حسن قتیلؔ ان کے ساتھ شریک تھے۔'' [۳۳]

اردو قواعد نویسی میں اوّلیت کے موضوع پر ڈاکٹر شازیہ عنبرین کا ایک مضمون بعنوان ''دریائے لطافت ـــ۔ اُردو کی اوّلین کتاب صرف ونحو (بزبان فارسی)'' بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی کی فیکلٹی آف لینگوئجز اینڈ اسلامک سٹڈیز'' کے ''جرنل آف ریسرچ'' کی جلد دہم میں چھپا۔ اس مضمون کا آغاز وہ اس طرح کرتی ہیں:

''دریائے لطافت'' سیّد انشاءاللہ خان انشا (۱۷۵۲ء تا ۱۸۱۸ء) کی لکھی ہوئی اردو کی پہلی جامع اور مستند صرف ونحو کی کتاب ہے۔'' [۳۴]

اس مضمون میں وہ محنت کے ساتھ کتاب کی مختلف طباعتوں اور تراجم کا جائزہ پیش کرتی ہیں۔ اس کے سبب تالیف، اندازِ بیان اور موضوعات کا تعارف کراتی ہیں اور طویل بحث کے بعد اس نتیجے پر پہنچتی ہیں:

''مذکورہ بالا طویل بحث کے بعد یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ''دریائے لطافت'' اردو کی پہلی جامع اور مستند صرف ونحو کی کتاب ہے۔'' [۳۵]

اس وقت تک کی بحث میں مولوی عبدالحق نے ''دریائے لطافت'' کی تالیف کے دوسنین یعنی ۱۸۰۲ء مطابق ۱۲۲۲ھ اور ۱۸۰۸ء مطابق ۱۲۲۳ھ درج کرتے نظر آتے ہیں (۱۸۰۲ء تو تقویم کے اعتبار سے ۱۲۲۲ ہجری میں نہیں پڑتا۔ یہ سہو کاتب سے لکھا گیا ہوگا، اس لیے ہمارے پیش نظر ۱۲۲۲ ہجری رہے گا۔)۔ ڈاکٹر خلیل الرحمٰن داؤدی نے ۱۸۰۷ء مطابق ۱۸۲۲ء لکھا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے اس کے تاریخی نام ''اردوئے ناظمی'' سے ۱۲۲۲ھ اخذ کیا ہے۔ اس اختلاف کو دُور کرنے کا طریقہ وہی ہے جو ڈاکٹر جمیل جالبی نے اختیار کیا، یعنی مؤلف کے بیان پر انحصار کیا جائے، لیکن 'اردوئے ناظمی' کے ہمزہ کا ایک عدد منہا کریں تو ۱۲۲۲ھ اور شمار کریں تو ۱۲۲۳ھ سامنے آتا ہے۔

اس تضاد کو آخرِ کتاب، بیانِ مصنّف یوں رفع کرتا ہے:

''اردوئے ناظمی شدہ تاریخ ایں کتاب۔ یک ہزار و دو صد و بیست و سہ، ہجری، نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم۔'' [۳۶]

''جوہر تقویم'' کے مطابق ۱۲۲۳ھ، فروری ۱۸۰۸ء تا فروری ۱۸۰۹ء واقع ہوتا ہے۔ اس لیے کتاب کے ۱۸۰۸ء سے پہلے تصنیف ہونے کا امکان رد ہو جاتا ہے۔ یہی صورت سال طباعت کی ہے۔ جو واضح طور پر پہلی اشاعت کے آخر میں رقم ہے:

''تمام شد کتاب دریائے لطافت۔ باہتمام عاصی احمد علی گوپاموی، بتاریخ غرہ رجب المرجب ۱۲۶۶ ہجری، مطابق دوّم جیٹھ ۱۲۵۷ بنگلہ موافق چہاردہم مئی ۱۸۵۰ عیسوی، درچھاپہ خانہ آفتاب عالم تاب، واقع بلدہ مرشد آباد، محلّہ قطب پور، طبع شد۔'' [۳۷]

سنہ طباعت کے اس قدر واضح اندراج کے بعد یہ طے ہو جاتا ہے کہ کتاب کا سال تصنیف ۱۲۲۳ھ مطابق ۱۸۰۸ء اور سال طباعت اوّل ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۵۰ء ہے۔ ہم پہلے یہ دیکھ چکے ہیں کہ ''صرف اردو'' کا سال تصنیف ۱۲۲۱ھ ہے جو مطابق ۱۸۰۶ء ہے اور زیادہ سے زیادہ مارچ ۱۸۰۷ء تک جا سکتا ہے اور اس کا سال طباعت لازمی طور پر ۱۸۱۰ء ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی مقامی باشندے کی اردو میں لکھی ہوئی اردو قواعد کی یہ پہلی کتاب ہے۔ یہ اردو قوعد کی پہلی مطبوعہ اور پہلی منظوم کتاب بھی ہے۔

پاکستان میں کتاب ۱۸۱۰ء کی اشاعت کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا۔ اڈنبرا یونی ورسٹی

میں ۱۸۱۰ء کا مطبوعہ ایک نسخہ موجود ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، اسی نسخے کو اساسی نسخے کے طور پر لیا گیا۔ انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ خاص میں ۱۲۶۲ھ کا ایک مرقومہ نسخہ موجود ہے۔ سرورق پر صرف ''نسخہ صرف اردو۔ منظوم'' اور اس کے نیچے امانت اللہ شیدؔا کا نام خوش خط قلم سے درج ہے اور ۱۸۱۰ء والے نسخے پر یہ ایزاد ہے کہ اس کے آخر میں رسالہ گل کرسٹ کے 'مرکب' یا 'نحو' کے مباحث بطور ضمیمہ نقل کیے گئے ہیں۔

انھیں دو نسخوں کی بنیاد پر اردو میں لکھی گئی اوّلین کتابِ قواعدِ اردو کی تدوین اور مطالعہ ممکن ہو رہا ہے۔ ۱۸۱۰ء کے مطبوعہ نسخے کے ننانوے صفحات ہیں۔ اس کے بعد تصحیح نامہ تین صفحات اور بعد ازاں فہرست مطالب کے پانچ صفحات ہیں۔ ۱۸۶۲ء کے مرقومہ نسخے کی ابتدا میں فہرست مطالب میں دو صفحات ہیں۔ صفحات فہرست اور ابتدائی پانچ صفحات پر نشانات نہیں ہیں۔ نمبر کا اندراج آٹھویں صفحے سے ہوتا ہے، جس پر ۵ کا ہندسہ درج ہے، یوں تین صفحات کا اختلافِ نشانات آخر تک برقرار رہتا ہے۔ شیدؔا کا منظومہ متن صفحہ نمبر ۸۵ تک چلتا ہے۔ اس کے بعد ترقیمہ ہے۔ ترقیمہ کے بعد صفحہ نمبر ۸۶ تا ۹۳، ایک ضمیمہ موجود ہے جو ''قواعد زبان اردو مشہور بہ رسالہ گل کرسٹ'' کے مرکبات کے باب کی نقل ہے۔ منظوم قواعد کے حاشیے میں جا بجا توضیحی حواشی درج ہیں۔

آغازِ متن ''صرف اردو'' (۱۸۱۰ء)

حمد میں اس کی کھولتا ہوں زبان　　　جسم بے جاں کو جس نے بخشی جان [۳۸]

آغازِ متن ''صرف اردو'' (۱۸۶۲ھ)

ربِّ یسّر　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　وتمم بالخیر

حمد میں اس کی کھولتا ہوں زبان　　　جسم بے جاں کو جس نے بخشی جان [۳۹]

اختتام متن ''صرف اردو'': (دونوں نسخے)

یا کہے اس کے تئیں تو مارا کیوں　　　لا مکرّر اگر تو چاہے یوں [۴۰]

اختتام کتاب: (نسخہ ۱۸۶۲ھ)

''۔۔۔صاحب، مہربان، ناخدا، چشم بد دور۔ تمام ہوا ضمیمہ۔'' [۴۱]

شیدؔا کے منظوم متن (۱۸۶۲ء) کے اختتام پر ترقیمے کے یہ الفاظ ہیں:

''اٹھارویں تاریخ کو، ذی قعدہ کی، ۱۲۶۲، بارہ سی باسٹھ، ہجریہ مقدسہ میں کم ترین،

بے دستگاہ، عبداللہ مجید پوری کے اہتمام سے۔ والحمدللہ علیٰ ذٰلک۔"[۴۲]

اس عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ ۱۲۶۲ھ (نومبر ۱۸۴۶ء) میں رقم ہوا لیکن یہ نہیں طے ہوسکتا کہ عبداللہ مجید پوری نے اس کی ترقیم کے لیے سعی کی یا وہ اس کے کاتب بھی ہیں۔

کتاب تیرہ سو سے زائد اشعار پر مشتمل ایک طویل مثنوی ہے۔ یہ بحر 'مسدّس مخبون، محذوف' میں لکھی گئی ہے۔ سبب تالیف میں دو محرّکات کا ذکر ہے۔ ایک تو ان کی ذاتی خواہش کہ طالبوں کو صرف اردو کے قاعدے بتائے جائیں اور دوسرے دوستوں کی فرمائش۔

ابتدائی صفحات میں انہوں نے قواعد کے بارے میں اپنے نقطۂ نظر اور اردو زبان میں اپنے غور و فکر کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

قاعدے ہر زباں کے ہیں دو دو
صرف اور نحو کہتے ہیں ان کو
صرف ان دونوں میں سے اقدم ہے
لفظ کا معنی جس سے محکم ہے
گر نہ اس قاعدے کا ہو احوط
ہووے بس گفتگو تری یہ غلط
اپنے رتبے میں گو ہر ایک زباں
حسن ترتیب سے رکھے ہے نشاں
ان میں سے پر زبان اردو کی
ہے لطافت میں معدن خوبی
کی نظر میں نے جو تأمل سے
مشتمل قاعدے پہ پایا اسے
تب سے خاطر میں میرے تھا خلجان
طالبوں کو بتاؤں اس کا نشان
جب تھی صرف اس میں اکثر و ثابت
نحو سے اس کی، میں ہوا ساکت[۴۳]

ان اشعار میں چند بنیادی امور کے بارے میں فیصلہ کُن انداز میں بات کی گئی ہے۔
پہلی بات یہ شیداؔ اصولی طور پر صرف اور نحو کو قواعد یا گرامر کے دائرے میں شامل کرتے ہیں۔ گفتگو میں ان قواعد کا احاطہ درستیءِ کلام کے لیے لازم ہے۔ یہ روایتی قواعد میں ہدایتی فریضہ ہے۔ وہ ہجا کے مباحث کو قواعد کا بنیادی جز نہیں سمجھتے۔ اس لیے وہ صرف، صرف کو بیان کر دیتے ہیں اور نحو کی تنقیص نہیں کرتے بل کہ خود سکوت اختیار کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ یہ کتاب کسی اور کتاب کی نقل، ترجمہ یا مأخوذ نہیں۔ یہ کسی کی اعانت یا حکم سے بھی نہیں لکھی گئی۔ یہ اردو زبان میں ان کے ذاتی غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے کسی کا اتباع کیا نہ کسی سے خوشہ چینی کی ہے۔

کتاب کا آغاز مثنوی کی روایت کے مطابق حمد باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ یہ حمد شیداؔ کی فنّی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس میں صنعت تضاد، صنعت مراعات النظیر، ایہام اور صنعتِ تلمیح کا بیک وقت فنکارانہ استعمال سامنے آتا ہے۔ مزید برآں فنی مباحث میں لفظی رعایات کا کمال ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

حمد میں اس کی ، کھولتا ہوں زباں
جسم بے جاں کو جس نے بخشی جاں
پر زباں ہووے گر سراپا صرف
نہ ادا ہو سکے اس کا یک حرف[۴۴]

آگے چل کر:

اسم اس کا ہے مظہر توحید
صفت اس کی ہے مرجع تمجید
مشتق اس کے ہے ظل سے عالم
ملک و جن اور بنی آدم
فعل اس کا ہے مصدر ایجاد
جس سے شہر وجود ہے آباد
متعدی ہیں نعمتیں اس کی
لازمی ہم پہ منتیں اس کی

ہیں فواعل اسی کے سب مجعول

خواہ معروف ہوویں یا مجہول

حمدیہ اشعار کے بعد ''نعت حضرت پناہ ﷺ کی'' بیان کی گئی ہے:

گوہر نعت کو کروں میں نثار

اس پہ، جو ہے محمد مختار

خاتم انبیا، رسول مبیں

ہادم کفر اور متمم دیں

---

ذات اس کی اصول کا مصدر

صفت اس کی فروع کا مظہر

ماضی و حال اور مستقبل

اس کے ہیں امرونہی پر شامل

اسم اس کا زبان کی لذت

حرف حرف اس کا جان کی لذت[۴۵]

نعت کے اشعار کے آخر میں چند اشعار منقبت آل واصحاب رسول میں ہیں۔ دو شعر دیکھیے:

ہم سے شیدا پھر اس کے بعد مدام

آل واصحاب پر ہے اس کے سلام

یا الٰہی! بحق آلِ رسول

دے سخن کو مرے تو حسن قبول[۴۶]

حمد ونعت کے بعد اور قواعد سے پہلے صاحبان انگریز کی عمومی تعریف کی گئی ہے اور ان کی آمد کو ہندوستان کے لیے رحمت و برکت قرار دیا۔ اس زمانے کے گورنر جنرل کی بطورِ خاص تعریف کی گئی:

سیما لاڈ صاحب والا

مظہر انصاف و عدل و سخا

یعنی ہے لاڈ میئو والا جاہ
فیض میں جس کے ہیں یہ مہر و ماہ
عہد میں اس کے سب کو ہے آرام
کیا صغیر و کبیر؛ خاص و عام[۴۷]

مزید:

قدر وان گروہ اہلِ ہنر
صاحب خلق ڈاکٹر ہنٹر
آستاں جس کا ہے مدارِ علوم
اہلِ دانش کا کیوں نہ ہو ملثوم

---------------------

---------------------

گر وہ ناظم نہ ہوتا کالج کا
نہ کبھی ہوتا بندوبست ایسا[۴۸]

توصیفات وتعریفات کے بعد شیدا نے کچھ دعائیہ اشعار کہے ہیں۔ اس کے بعد وہ قواعد کو منظوم کرنے کی جانب متوجہ ہوئے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، انھوں نے قواعد پر قلم اُٹھانے سے پہلے قواعد کا دائرہ اور اردو زبان میں غور وفکر کے بعد اس کی لطافت اور قاعدے پر مبنی ہونے کا اعلان کیا اور نحو کو چھوڑ کر صرف کی جانب متوجہ ہونے کا فیصلہ کیا۔

مباحث صرف کا آغاز اسم کی بحث سے کیا گیا ہے، پھر فعل اور آخر میں حرف کی بحث کی ہے۔ سطور ذیل میں ''صرف اردو'' میں مذکورہ قواعد کا مختصر جائزہ لیا جائے گا۔

پہلی بحث میں اسم کے بارے میں بتایا گیا کہ اس میں استقلال معنی ہوتا ہے؛ یہ دوسرے کلمے کا محتاج نہیں ہوتا اور یہ زمانے سے معرّا ہے۔ اس کی تین نوع جامد، مصدر اور مشتق ہیں۔ جامد وہ کہ اس سے کوئی صیغہ نکلے، نہ یہ کسی سے نکلا ہو۔ مصدر وہ جس سے افعال اور مشتق الفاظ نکلیں:

پھر جو مصدر سے تو سوال کرے
کس کو کہتے ہیں تم بتاؤ مجھے

سن لے ہم سے جواب اس کا حق

جس سے افعال نکلیں اور مشتق

اسم مصدر ہوا ہے اس کا نام

بھول مت اے عزیز میرا کلام

مطلقاً دو ہیں قسم مصدر کی

جن کو کہتے ہیں ، اصلی اور جعلی[۴۹]

شیدا کی اردو قواعد پر گرفت کا ثبوت یہیں سے ملنا شروع ہو جاتا ہے، جب وہ ابتدائی سانچا تو عربی اور فارسی کے مطابق کلمے کی تین قسموں پر استوار کرتے ہیں لیکن عربی اور فارسی کی روایتی تعریفوں سے ہٹ کر اردو مصدر کی تعریف کرتے ہیں۔ وہ پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ انہوں نے اردو زبان پر تأمل کیا تو اسے قاعدوں پر مشتمل پایا۔ اردو کی قواعدی ساخت پر غور کریں تو اردو مصدر کے لیے عربی یا فارسی کی طرح یہ قید نہیں کہ یہ خود کسی سے نہ نکلا ہو۔ اسی بنا پر وہ مصدر کی تعریف میں 'خود کسی سے نہ نکلنے' کی قید نہیں لگاتے۔ مصدر کی دو قسموں میں مصدر اصلی وہ کہ واضع نے اصل حرفوں سے وضع کیا ہو۔ جعلی وہ کہ جو مرکب صورت میں ہے۔ مصدر کی پہچان کہ اس کے آخر میں 'نا' زائد ہو۔ مصدر کی دو نوع ہیں۔

ایک لازمی اور دوسرے متعدی

لازمی وہ ہے جو کہ فاعل سے

نہ تجاوز کسی طرح سے کرے

متعدی ہے برخلاف اس کے

چاہ مفعول کی ہمیشہ کرے[۵۰]

اُردو مصدر متعدی میں ایک سے لے کے تین تک مفعول ہو سکتے ہیں۔ مصدر کے ظہور فاعل سے فعل کی شکل میں ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے جو کیفیت ہے، اسے حاصل مصدر کہتے ہیں۔ اس کی دو قسم اکثریہ اور جزئیہ ہیں۔ اکثریہ میں مصدر کا 'نا' ہٹا دیا جاتا ہے جیسے 'مارنا' سے 'مار'، 'پیٹنا' سے 'پیٹ' اور 'لوٹنا' سے 'لوٹ'۔ جزئیہ میں کئی صورتیں ہیں۔ جو صیغۂ امر واحد پر ا، ن، پ، ئی اور وٹ کے اضافے سے حاصل ہوتی ہیں۔ فارسی کے حاصل مصدر بھی اردو میں مستعمل ہیں۔

اسم مشتق، کا صدور، مصدر سے ہوتا ہے۔ اس کی چار نوع ؛ اسمِ فاعل، اسمِ مفعول، اسم حالیہ اور اسمِ تفضیل ہیں۔ ان میں تذکیر و تانیث اور وحدت و جمع کی تصریف موجود ہے البتہ اسمِ تفضیل کے لیے اردو میں مخصوص صیغہ نہیں اور حرف 'سے' اور 'میں' کے وسیلے سے اسمِ تفضیل حاصل ہوتا ہے جیسے 'عمر سے زید بھلا'۔

شیدا نے مشتق کی انواع میں اسم ظرف اور اسم آلہ کا عنوان تو قائم نہیں کیا لیکن اردو کے مزاج پر غور کرنے سے ان کا وجود ثابت ہے، اس لیے وہ اسم تفضیل کی بحث میں ان کی بحث بھی شروع کر دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں کبھی تو مصدر ہی معنی ظرفیت کے دیتا ہے اور کبھی اسم آلہ کا۔

اسم جامد کی صرف دو قسمیں ہیں۔ اسم تنکیر اور اسم معرفہ۔ تنکیر میں معنی کا عدم تعیّن جب کہ معرفہ میں تعیّن ہوتا ہے۔ معرفہ کی چار قسم ؛ علم، اسم ضمیر، اسم اشارہ اسم موصول ہیں۔ علم، معیّن چیز کا نام ہے، چاہے رکھا ہوا ہو یا وصفی ہو۔ اسم ضمیر ؛ اسم کی جگہ آتا ہے۔ اس کی پہلی قسم ضمیر فاعل ہے کہ فعل کا اسناد اس کی طرف ہوتا ہے۔ اسے ضمیر غائب وہ اور وے، متکلّم، میں اور ہم ؛ اور حاضر، تو اور تم میں تقسیم کرتے ہیں۔ پھر ان تین کی وحدت و جمع ہے۔ ضمیر مفعول پر فعل واقع ہوتا ہے۔ اس میں لفظ کے ساتھ 'یائے مجہول'، یا 'کو' یا 'کتئیں' کا اضافہ ہوتا ہے جیسے صیغہ غائب میں اسے، اس کو، اس کے تئیں، ان کو، انھیں، ان کے تئیں، متکلّم میں : مجھ کو، مجھے، ہم کو، ہمیں اور حاضر میں، تم کو اور تجھے وغیرہ۔ ضمیر اضافت تیسری قسم ہے کہ مضاف الیہ کو مضاف سے متعلّق کرتی ہے۔ کا، کے اور کی اضافت کی علامتیں ہیں۔ لفظ 'تیں' اور 'میں' کے بعد لفظ 'کا'، 'کے' یا 'کی' متوقع ہو تو 'ں' کی تبدیل 'را' سے ہو جاتی ہے جیسے تیرا اور میرا۔ اگر حرف اضافت 'کے' کے سوا کوئی اور حرف معنوی ہے تو 'یں' کی تبدیل 'جھ' سے ہو گی جیسے 'میں' سے 'مجھ'، 'تیں' سے 'تجھ'۔

اسم اشارہ قریب و بعید ہوتا ہے۔ قریب واحد کا لفظ 'یہہ' اور قریب جمع کا 'یے' ہے۔ بعید واحد کا 'وہ' اور بعید جمع کا 'وے' ہے۔ اسم اشارہ کی تبدیل میں متعدد قرینے بیان ہوئے ہیں۔ ظرف مکان کے لیے 'یہاں' اور 'وہاں'؛ تخصیص سمت کے لیے 'یہیں' اور 'وہیں'، تنکیر 'جہاں'، 'کہیں' اور تہیں ؛ علت فعل کے لیے 'کیوں'، کس خاطر' اور 'کس لیے'؛ کیفیت فعل کے لیے 'ووں'، 'یوں'، 'جوں' اور 'توں'؛ فوریہ کے لیے 'جوں ہی' اور 'ووں ہی'؛ تشابہ کے لیے 'جوں'؛ سمت یا طرف کے لیے 'ایدھر' اور 'اودھر'؛ استفہام سمت کے لیے 'کیدھر'؛ تنکیر سمت کے لیے 'جدھر' اور 'تدھر'؛ جانب مشبّہ

ہوتو 'ایسا' اور 'ویسا' اور استفہام مشبہ میں 'کیسا' تنکیر مشبہ میں 'جیسا' اور 'تیسا'؛ مشارالیہ مقداری کے لیے 'اتنا' اور 'اتا' استفہام مقدار کے لیے 'کتنا' اور 'کتّا' تنکیر مقداری کے لیے 'جتنا' اور 'تتنا'؛ مشارِالیہ زمانی کے لیے 'اب' اور 'تب' اور استفہام زمانی کے لیے 'کب'؛ معنی شرط در زمان کے لیے 'جب' کا لفظ ہے۔ جملہ واحد میں دو ضمیروں یا ایک اشارہ اور ایک ضمیر مذکور ہو اور رشتہ اضافت کا ہو تو ضمیر مضاف الیہ ہر جگہ 'اپنا' بولنا فصیح ہے۔ ضمیر مشارکت 'آپس' ہے۔ ضمیر تعظیمی میں کئی لفظ حسبِ مقام و سیاق کلام لائے جاتے ہیں جیسے بندہ پرور، پیر و مرشد وغیرہ۔ ان الفاظ میں سے 'یہہ' کی املا اب 'یہ' ہے۔ اور 'یہ' کی جمع 'یے' اور 'وہ' کی 'وے' بھی متروک ہے۔ باقی کلمات میں سے 'تدھر، تہیں'، 'اتا'، اور 'کتا' اب مستعمل نہیں۔

اسمِ موصول وہ جو صلہ کا محتاج ہو۔ اس کے دو لفظ ہیں: 'جو' اور 'جون'۔ ان کی تبدیل 'جس' اور 'جنھوں' سے ہے۔ شیدا اسم موصول کے بعد حرف استفہام میں سے دو لفظ 'کون' اور 'کیا' ('کون' ذِی رُوح کے لیے اور 'کیا' بے جان کے لیے) کی بحث چھیڑتے ہیں۔ ان کے نزدیک 'کون' مجازاً جھڑکی، استغنا، تعجّب اور تمنّا کے لیے بھی مستعمل ہے۔ 'کون' کی تبدیل بعض حروف سے پہلے آنے کی صورت میں 'کس' کے ساتھ ہے۔ 'کچھ' اور 'کوئی' خاص تنکیر کے لفظ ہیں۔ اگلا بیان صفت کا ہے لیکن اس سے پہلے وہ تبدیل کا ایک بنیادی اصول بتاتے ہیں:

ہوتی تبدیل ہے جن اسموں میں
دھیان کر ان تمام قسموں میں
کہ انہیں حرف معنوی ہے ضرور
تا کہ تبدیل میں نہ ہووے فتور
خواہ ملفوظ یا مقدر ہوں
لیکن آخر سے حرف اکثر ہو
جیسے کہتے ہیں اس قدر لاؤ
یا کہ اس وقت اپنے گھر جاؤ
معنے اس کے ہیں، اس قدر سے لا
یا کہ اس وقت میں تو گھر کو جا[۵۱]

ان اشعار میں لفظوں میں تغیّر وتبدل کے دو ایسے اصول بیان کیے گئے ہیں جو اردو قواعد میں استثنائی صورتوں کے اکثر مسائل حل کر سکتے ہیں۔ پہلا اصول اسم کے حروف کے بدلنے کا ہے کہ اس کا تعیّن حروف معنوی کرتے ہیں۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ جملے بعض مقامات پر حروف معنوی کا عدم ذکر ان کے قواعدی عمل پر اثر انداز نہیں ہوتا بلکہ قواعدی تغیّر لفظ مذکور کی طرح ہی ہوتا ہے۔ یہی اصول امالہ کا ہے جو آج بھی لاگو ہے۔

صفت کی بحث میں پہلا اصول یہ ہے کہ اسم صفت، ذات مراد نہیں ہوتی بلکہ وصفی معنی مراد ہوتا ہے۔ یہ مفرد اور مرکب دو قسم کے ہیں۔ مفرد وہ لفظ جو صفاتی معنی کے لیے وضع ہیں جیسے لال، پیلا، سادہ، کالا اور مرکب وہ کہ دوسرے لفظوں سے بنائے جاتے ہیں جیسے سڈول۔ ہر دو صورتوں میں فارسی اسمائے صفات بھی بہ کثرت مستعمل ہیں۔ صفت کا مبالغہ با اضافہ 'آک'، 'آکا' اور 'یا' ہے جیسے دوڑاک، لڑاکا، گویا وغیرہ۔

حرف معنوی اور حرف ظرف کے اثر سے اسموں کے حروف کے کچھ تغیّرات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ شیدؔا اس موقع پر ایک بار پھر اسما کی تبدیل کی بحث چھیڑتے ہیں۔ یہ بحث واحد اسما کے آخر میں 'ہ' یا 'الف مکسور' کی 'یائے مجہول' سے تبدیل کی ہے جس میں جامد، مشتق، مصدر اور صفت سب برابر ہیں۔ جیسے بندے کا گھر، کھانے پینے میں، اپنے جینے سے، بھوکے پیاسے کے آب ودانے کی، وغیرہ۔ ان میں متعدد استثنا بھی ہیں جیسے دعا، سزا، وفا وغیرہ۔

اسم کی تذکیر وتانیث کی بحث میں بہت سے اشعار درج ہیں۔ علامت تذکیر میں اسم کے آخر میں 'ہائے موقوف' یا 'الف' سب سے اہم ہے۔ کئی الفاظ مثلاً وفا، دعا، سزا، قبا وغیرہ اس سے مستثنا ہیں۔ علامات مؤنث میں ی، ین، ان، ئی، آنی، ن اور ت آخر اللفظ ہیں۔ تذکیر وتانیث کو دو قسموں میں بانٹا گیا ہے۔ ایک حقیقی کہ جس کے نر کے مقابل مادہ موجود ہے۔ دوسری لاحقیقی کہ نر کے مقابل مادہ نہیں۔ لاحقیقی کو سماعی اور قیاسی میں تقسیم کیا گیا۔ قاعدے پر مبنی قیاسی اور محاورہ زبان کی وجہ سے سماعی۔ وہ مؤنث کی علامات میں سے حقیقی اور لاحقیقی کی علامات کو اس طرح الگ کرتے ہیں:

قاعدہ اک نیا بتاتا ہوں
ظلمت جہل سے چھڑاتا ہوں

جتنے تانیث کی علامت کو
تو نے جانا ہے، دھیان سب کریو
کیوں کہ ان میں سے بعض اے بھائی
ہے علامت فقط حقیقی کی
اور بعضے انہوں سے ایسی ہے
لاحقیقی میں خاص آتی ہے
اور بعضے ہے ان سے اے دلبر
مشترک دونوں ٹیں، دی میں نے خبر
گر تو تفصیل سب کی چاہے ہے
امثلے سے بیان سن ہم سے
لاحقیقی کے واسطے ہے 'تا'
'تی' و 'نی' مشترک ہیں دونوں جا
جیسے قدرت، کتابت و محنت
طاقت و قوّت و سکت ہمّت
اور بکری و روٹی و ہتھنی
شیرنی، یہ مثال شرکت کی
ان سوا، سن اے صاحب اخلاص
ہے حقیقت کی سب علامت خاص
جیسے کھترانی اور نائن ہے
دھوبن و دلہن و لہارن ہے
اور بھوانی و مہترانی پھر
نایکا سے سخن کیا آخر [۵۲]

گویا 'ت' لاحقیقی کے لیے، 'تی' اور 'نی' دونوں میں مشترک ہیں۔ ان کے سوا 'انی'، 'ین' اور 'ن' باقی بچتی ہیں۔ مزید یہ کہ تفعیل کے وزن پر الفاظ مؤنث ہوں گے۔ 'تعویذ' کا استثنا ہے۔

جن الفاظ کے آخر میں 'ش' یا معروف یائے موجود ہو وہ بھی عموماً مؤنث ہیں جیسے سفارش اور آمدنی وغیرہ۔ صفت کی تانیث بمطابق موصوف ہے۔ بہت سے لفظ ایسے بھی ہیں جو مذکر و مؤنث دونوں میں مستعمل ہیں جیسے نوکر، چاکر، آدمی وغیرہ۔ حروف تہجی میں ب، پ، ت، ث، ج، چ، خ، د، ذ، ر، ز، ط، ظ، و، ہ، اور ے۔ حروف تہجی میں تانیث حروف کی یہ سب سے کم تعداد ہے۔ خود یہ تعداد سترہ لکھی ہے لیکن حروف سولہ لکھے ہیں۔ اگر 'یائے' کو دو بار یعنی معروف اور مجہول کے لیے پڑھا جائے تو تب یہ تعداد سترہ بنتی ہے:

سترہ حرف ہیں گے تہجی میں
گفتگو میں کہیں مؤنث انھیں
ب و پ، ت، ث، اور ج اور خ
دال اور ذال، ر و ز اور چ
طوئے، ظوئے اور واؤ ، ہ اور یے
بول میں تو مؤنث اس کو کہے [۵۳]

فعل کی تذکیر و تانیث کی ذیل میں لکھا ہے کہ، فعل ماضی مطلق یا اس بننے والے تمام افعال متعدی میں فعل کی تذکیر و تانیث مفعول کی رعایت سے طے ہوتی ہے۔ اگر مفعول کے ساتھ 'کو' کا حرف ہو تو فعل ہمیشہ واحد مذکر لاتے ہیں۔ بولنا اور لانا کا استثنیٰ ہے۔ قلب فاعل میں تذکیر و تانیث کے لیے قرب فعل کی رعایت ہے۔ عدد کا صفتی استعمال ہو تو 'واں' علامت تذکیر اور 'ویں' علامت تانیث ہے۔

اسم کی حالتوں کا بیان بھی کئی صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اسم کی کل پانچ حالتیں بیان ہوئی ہیں۔ حالت فاعلی میں فعل کا صدور اسم سے قائم ہے۔ اس کی علامت 'نے' ہے۔ 'بولنا' اور 'لانا' کا استثنا ہے۔ مفعولی حالت وہ ہے کہ فعل اس پر قائم ہے۔ 'کو' اور 'کتئیں' اور یائے مجہول اس کی علامتیں ہیں۔ فعل جعلی عام طور پر 'کو' کی جگہ 'سے' آتا ہے۔ حالت اضافی میں مضاف الیہ کو مضاف سے نسبت ہوتی ہے۔ اضافت کے خاص حرف 'کا'، 'کے' اور 'کی' ہیں۔ 'کا' مضاف الیہ واحد مذکر کے لیے۔ 'کے' جمع مذکر کے لیے اور 'کی' وحدت و جمع مؤنث کے لیے ہے۔ البتہ 'مطابق'، 'موافق'، 'ساتھ' اور 'برابر' سے پہلے ہر حال میں 'کے' آتا ہے۔ 'آپ' کے لفظ کے ہمراہ اضافت میں 'کا'، 'کے'

اور 'کی' بھی آتا ہے اور متصل اضافت حرف 'نا' کے ساتھ بھی آتی ہے۔ اسم کی چوتھی حالت ظرفی ہے۔ اسم زمان اور مکان کا ظرفیہ ہوسکتا ہے۔ زمان و مکان کی دو قسمیں معین اور مبہم ہیں۔ ظرف کی علامت 'میں' اور 'بیچ' ہیں۔ کبھی حرف 'کو' بھی آتا ہے۔ پانچویں حالت ندائی ہے۔ جس کے ہندی میں آٹھ حروف او، اجی، ہوت، ارے، رے، ابے، بے اور اے ہیں۔

اسم کی جمع کی بحث میں یہ تصوّر پیش کیا گیا کہ اردو اسم کی جمع کی شکل زیادہ تر فعل کی بنا پر متعیّن ہوتی ہے۔ مرد لڑتے گئے۔ چڑیاں اڑیں۔ پیالے گردش میں آئے۔ کتابیں گریں۔ ان جملوں میں، اسم جمع کے طور پر مستعمل ہے مگر قرینہ مختلف ہے۔ البتہ 'نے' فاعلی کی موجودگی میں، بعد از اسم واحد 'وں' کا اضافہ ہوتا ہے۔ مفعولی حالت میں مؤنث اسم کے آخر میں 'یں' کا اضافہ اور اگر مؤنث اسم کے آخر میں 'ی' ہے تو 'اں' کا اضافہ ہوتا ہے۔ ندائی میں 'و' کے اضافہ سے جمع بنتی ہے۔ ان بنیادی اصولوں کے علاوہ بھی درجنوں نکات اسم کی جمع کے باب میں موجود ہیں۔ اسم کی بحث کو اسم کی تصغیر کی بحث کے ساتھ ختم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد فعل کی جمع کے چند قاعدے موجود ہیں۔ فعل متعدی قریب و بعید میں فعل کی جمع مفعول کی جمع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اگلا بیان فعل کا ہے۔ فعل میں استقلال معنی اور تین زمانوں؛ ماضی، حال اور مستقبل میں سے ایک زمانہ شرط ہے۔ اس کی تقسیم ماضی، حال، مستقبل، مضارع، امر اور نہی پر ہے۔ ماضی کی بنیاد، مصدر سے 'نا' ہٹا کے بصورت حرف آخر صحیح، حرف 'ا' کا اضافہ اور حرف علّت کے آخر میں موجود ہونے کی صورت میں 'یا' کا اضافہ اور مؤنث واحد میں 'ی' یائے معروف سے؛ اور جمع مذکر میں یہ یائے مجہول سے اور جمع مؤنث کی صورت میں 'یں' اور کبھی 'یاں' سے مبدل ہوتی ہے۔ فعل حال میں علامتِ مصدر گرا کر 'تا ہے'، 'تی ہے'، 'تے ہیں' اور 'تی ہیں' غائب کی تذکیر و تانیث کے وحدت و جمع کے صیغے اور 'تا ہوں' واحد متکلّم مذکر، 'تے ہیں جمع متکلّم مذکر، 'تی ہوں' واحد متکلّم مؤنث 'تی ہیں' جمع متکلّم مؤنث، 'تا ہے' واحد مذکر حاضر اور 'تے ہو' جمع متکلّم حاضر کے لیے زیادہ کرتے ہیں۔ مستقبل کی آٹھ علامتیں جو مصدر کی علامت 'نا' سے مبدّل ہوتی ہیں، یہ ہیں: 'یگا' برائے واحد مذکر غائب و حاضر، 'ینگے' برائے جمع مذکر غائب و متکلّم، 'وگے' برائے واحد مذکر حاضر، 'یگی' برائے واحد مؤنث غائب و حاضر، 'ینگی' برائے جمع مؤنث غائب و متکلّم، 'وگی' برائے واحد مؤنث حاضر، 'ونگا' برائے واحد مذکر متکلّم، 'ونگی' برائے واحد مؤنث متکلّم۔ فعل امر واحد حاضر علامت مصدر

'نا' حذف کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے امر حاضر پر 'و' بڑھانے سے امر جمع حاضر حاصل ہوتا ہے۔
امر حاضر پر 'یائے مجہول کا اضافہ اور اس سے پہلے اشارہ بعید واحد و جمع لے آنے سے امر غائب کے صیغہ حاصل ہوتے ہیں۔ مضارع غائب کا حکم امر غائب پر ہے۔ نفی فعل کے لیے ن، نہ اور نہیں' کے لفظ ہیں۔ مستقبل کے قواعد نویسوں میں سے کئی نے صیغۂ امر غائب کو تسلیم نہیں کیا۔

فعل ماضی آٹھ قسمیں بتائی گئی ہیں۔ یہ مطلق، قریب، بعید، مستمر، متشکّی، متمنّی، شرطی اور معطوفہ پر منقسم ہے۔ اوپر بیان کردہ شکل مطلق کی ہے۔ مطلق پر 'ہے' بصورت واحد اور 'ہیں' بصورت جمع کا اضافہ قریب کی علامت ہے اور بعید میں واحد مذکر کے لیے 'تھا' جمع مذکر کے لیے 'تھے'؛ واحد مؤنث کے لیے 'تھی' اور جمع مؤنث کے لیے 'تھیں' کا اضافہ ہے۔ ماضی بعید کے 'تھا'، 'تھے'، 'تھی' اور 'تھیں' سے پہلے بالترتیب 'تا'، 'تے'، 'تی' اور 'تی' آئے تو ماضی مستمر ہو گی۔ ماضی مطلق پر ہونا مصدر کے مستقبل کے صیغے بڑھانے سے فعل ماضی متشکّی ملے گا۔ متمنّی فعل امر کے صیغوں پر 'تا' بڑھانے سے حاصل ہوتا ہے۔ ماضی شرطی میں متمنّی سے پہلے 'اگر' یا 'گر' لگاتے ہیں۔ معطوفی میں، فعل اوّل کے امر حاضر کے بعد 'کر'، 'کے' یا 'کر کے' لگا کے فعل ثانی اپنی قسم پر آتا ہے۔

تعداد حروف کے اعتبار سے اردو فعل چار قسم؛ ثنائی، ثلاثی، رباعی اور خماسی پر منقسم ہے۔
یہ فعل کے جزو مستقل کے حروف کی تعداد پر منحصر ہے۔ یہ عنوان محض عربی قواعد کے زیرِ اثر قائم کیا گیا ہے۔ فعل کی، باعتبار مفعول، دو بڑی قسمیں لازمی اور متعدی ہیں۔ یہ فعل کے مختلف مقامات پر حرف 'ا'، 'و' اور 'یا' کے داخل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ وضع کے لحاظ سے مصدر کے طریق پر فعل کو اصلی و جعلی میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اصلی ہیئت فعل پر ابتدا ہی سے مشتق ہوتا ہے جب کی جعلی، دیگر الفاظ سے فعلی معنوں کے لیے تشکیل دیا جاتا ہے۔ جعلی کے دو طور ہیں۔ ایک بسیط اور دوسرا مرکب۔ بسیط میں ہندی یا غیر ہندی لفظ پر علامت مصدر کا اضافہ کرتے ہیں جیسے پنپانا، پتلانا، بخشنا وغیرہ۔ فعل جعلی بسیط، دو لفظوں سے مرکب ہوتا ہے۔ ان میں لفظ اوّل، اسم جامد، صفت، کسی فعل کا صیغۂ امر واحد، ماضی مطلق، حالیہ یا مصدر ہو سکتا ہے۔ یہ وہی بحث ہے جس کو بعد کے قواعد نویسوں نے اصلی کی جگہ وضعی اور جعلی کی جگہ غیر وضعی کی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔

فعل کے ضروری قاعدوں کے بعد حرف کی بحث ہے۔ حرف وہ ہے کہ ضمیمے (ملنا) کے بغیر اس سے استفادہ نہیں ہو سکتا۔ یہ اسم اور فعل کے ہمراہ آتا ہے۔ اردو میں حروف بڑی تعداد میں

ہیں۔ حروف ابتدا؛ زمانی، مکانی اور سببی ابتدا کے لیے ہیں اور خاص حروف 'سے'، 'سوں' اور 'ستی' ہیں۔ حروف غایت 'تک'، 'تلک'، 'لگ'، اور 'توڑی' ہیں۔ حروف ظرفیہ میں 'میں' اہم ترین ہے۔ کبھی 'پر' بھی استعمال ہوتا ہے۔ حروف استعلا میں 'پہ' اور 'پر' شامل ہیں۔ حرف بیان، کاف تازی (کہ) اور 'جو' ہے۔ حروف نفی 'نہ'، 'نہیں'، 'مت' کے علاوہ 'ن' ماقبل، 'ان' ماقبل اور 'نا' ماقبل بھی ہیں۔ دعا کے لیے 'یو' کا اضافہ امر پر ہے۔ ندا کے حروف اسم کی ندائی حالت میں آچکے ہیں۔ تشبیہ کے لیے سا، سے، سی، سیں اور ان سے پہلے بعض اوقات کا، کے، کی وغیرہ۔ حرف معیّت 'ساتھ' ہے۔ تخصیص کے پانچ حروف ہیں؛ خود، نج، آپ، ہی اور آپ ہی آپ۔ عطف کے واسطے 'و' اور 'اور'۔ 'بلکہ'، 'لیکن' اور 'پر' بھی عطف میں استعمال ہوسکتا ہے۔ حروف تردید 'کہ'، 'یا' اور 'خواہ' ہیں۔ شرط کے حرف 'گر' اور 'جو' ہیں۔ حروف استثنیٰ میں 'مگر'، 'سوا'، 'ماورا' اور 'ماسوا' ہیں۔ حرف ایجاب 'ہاں' اور حروف تاکید 'کبھی' اور 'ہرگز' ہیں۔ عربی اور فارسی کے کئی الفاظ اردو میں مستعمل ہیں۔ مذکورہ بالا حروف میں سے 'سوں'، 'ستی'، 'لگ'، 'توڑی' اور 'ستی'، 'نج' اب متروک ہیں۔ خاتمہ کتاب سے پہلے تکرارِ حرف پر مختصر بحث ہے۔

گزشتہ صفحات میں ''صرف اردو'' کے موضوعات کا ایک خاکہ مرتّب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیداؔ پہلی دفعہ اردو زبان کی ساخت پر غور کر کے اور کسی حد تک عربی اور فارسی قواعد سے استفادہ کر کے اردو صرف کو منظّم شکل میں بیان کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ عربی قواعد کی طرح صرف کو نحو سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں اور اسی لسانی تربیّت کے تحت نحو پر بات نہیں کرتے لیکن صرف کے اکثر مباحث میں ماقبل اور مابعد کے الفاظ کی مناسبت سے الفاظ کی ساخت میں تبدیلی اور الفاظ کے مقام کے تعیّن پر بات کر کے نحو کے کئی مسائل حل کر جاتے ہیں۔ مباحث کے آغاز میں کلمہ کا بیان موجود نہیں۔ بات براہ راست اسم کی بحث سے شروع کی گئی ہے مگر جب ہم مباحث کا مطالعہ کرتے ہیں تو کتاب میں عربی قواعد کی اسم فعل اور حرف کی تقسیم واضح طور پر نظر آتی ہے۔ شیداؔ سے پہلے کسی مقامی قواعد نویس کی قواعد پر کوئی کتاب نہیں ملتی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مقامی علما، اردو قواعد کا کوئی تصور نہیں رکھتے۔ شیداؔ نے دراصل اسی تصور کو اس کتاب میں پیش نظر رکھا ہے جو ان کی مشرقی تربیت کا نتیجہ ہے اور مستشرق قواعد نویسوں سے الگ ہے۔

اردو زبان میں یہ پہلی کاوش ہے جس میں پورا اصطلاحاتی نظام اختیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آج بھی ہم اردو قواعد کی اصطلاحات کو دیکھیں تو روایتی قواعد نویسی میں شیدا کا اختیار کردہ نظام اصطلاحات ہی چل رہا ہے۔ اس کتاب میں تجزیہ زبان کا طریق اس کتاب کو منفرد بنا دیتا ہے۔ اصطلاحات بلاشبہ عربی اور فارسی قواعد سے مأخوذ ہیں مگر تجزیے میں اردو زبان کی فارم کو پیش نظر رکھا گیا۔ عربی اور فارسی سے استفادے کے باوصف اوّلیت اردو زبان کو رہی۔ تعریفوں میں جہاں بھی تبدیلی کی ضرورت پڑی بے جھجک کی گئی۔ جہاں نئے مباحث کی شمولیت چاہیے تھی، وہاں نئے مباحث شامل کیے گئے۔ اس کی ایک واضح مثال فعل جعلی مرکب کا بیان ہے۔ صرف کے باب میں، کلمے کی ساخت اور اس کے قواعدی منصب پر ایسی جامع تصانیف اردو میں بہت کم ہیں۔ چند ایک متروکات کے حذف یا قواعدی صورتوں کے اضافے کے سوا آنے والے سو سال میں یہی ماڈل اردو قواعد نویسی کی اساس رہا۔

کتاب میں قواعد کی اساس اجزائے کلام کی بجائے اسم فعل اور حرف پر رکھی گئی ہے۔ اس لیے مابعد کے قواعد نویسوں مثلاً بابو کاہن سنگھ، مولوی محمد اسمٰعیل میرٹھی، مولوی عبدالحق یا زین العابدین فرجاد سے تقابل ناانصافی ہوگی۔ مگر شیدا نے اتنا ضرور کیا ہے کہ جن مباحث کو بعد کے صرف نویسوں نے متعدد عنوانات کے تحت قلم بند کیا ہے، وہ شیدا کے ہاں کسی نہ کسی صورت میں زیرِ بحث آگئے۔ اگر چند ایک مقامات پر تشنگی محسوس ہوتی ہے تو وہ یہ ہیں:

☆ مباحث کے آغاز میں کلمہ کی بحث موجود نہیں۔ اہم اصطلاحات کا تعارف بھی موجود نہیں۔ اس سے مبتدی کو مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

☆ اُردو اشتقاق کا معاملہ اتنا سادہ نہیں جیسا اس کتاب میں دکھایا گیا ہے:

رکھتے ہیں اسم مشتق اس کا نام
جو کہ مصدر سے نکلے اہلِ کلام
گر کرے اس کی نوع کا تو شمار
چار سے بیشتر نہیں اے یار [۵۴]

اردو اشتقاق، اپنے اشتقاقی مادے میں مصدر تک محدود ہے، نہ اس کی صرف چار قسمیں ہیں۔ لیکن چھ قسموں کا بیان تو اسی کتاب میں موجود ہے جو یہ ہیں: اسم فاعل، اسم مفعول،

اسم حالیہ، اسم تفضیل، اسم ظرف وا اسم آلہ۔ چاہیے تھا کہ لکھیں، اسم ظرف شاذ اور اسم آلہ قلیل ہے۔
ان میں اسم تفضیل اردو قواعد کے اشتقاق کی بحث میں عربی اور فارسی کے اثرات کی واضح مثال
ہے۔ اگر ہم عربی مستعملات سے تثنیہ کی بحث شامل نہیں کرتے تو تفضیل کی بحث اس مقام پر کیوں
شامل کی جائے۔ اردو میں مصدر اساس اشتقاق کے علاوہ بھی اشتقاق واقع ہوتا ہے۔ ذرا لفظ
'گھسیارا' پر غور کریں تو عام آدمی بھی اسے اسم ہی کہے گا۔ اب یہ مصدر کی بجائے 'گھاس' یعنی ایسے
اسم سے بنایا گیا جسے اسم جامد کہا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حد فاصل کھینچی جاسکتی ہے اور فعلی اور اسمی
اشتقاق یا اشتقاق فعل تک محدود رکھنا ہے تو مشتق اور مأخوذ کی اصطلاح استعمال کی جاسکتی ہے
لیکن ہم اسمی اور صفتی مادوں سے بننے والے الفاظ کو نظر انداز نہیں کرسکتے۔ انھیں اشتقاق نہیں تو لفظ
سازی میں کسی اور عنوان کے تحت ضرور مذکور ہونا چاہیے تھا۔

کتاب کے بارے میں ڈاکٹر وقار عظیم نے کہیں بیان میں تعقید کا شکوہ کیا تھا۔ حقیقت
اس کے برعکس ہے کہ کتاب اپنے عہد کی دیگر علمی کتب کے مقابلے میں آساں، رواں اور دل چسپ
ہے۔ عربی کے عالم ہونے کی وجہ سے کئی ایسی تراکیب ضرور در آئی ہیں کہ آج ذرا مشکل پیدا کرتی
ہیں لیکن عمومی طور پر کتاب گنجلک نہیں۔ عام قارئین کی آسانی کے لیے کتاب کے آخر میں فرہنگ
دے دی گئی ہے۔ عربی اثرات کی حامل کچھ مثالیں پیش ہیں:

۱۔ ہیں فواعل، اسی کے سب مجعول

۲۔ صفت اس کی ہے مرجع تمجید

۳۔ ہادم کفر اور متمم دیں

۴۔ گرنہ اس قاعدے کا تو اَحوَط

۵۔ اسم تفضیل کا نہیں منصوص

۶۔ گفتگو میں جو بولیں اہلِ عقول

۷۔ متفارق کبھی نہ ہوز نہار

۸۔ جب اضافت کا رُتبہ تقیید

۹۔ ہے اشذ الشذ وذ یہ سب سے

۱۰۔ فعل کی ابنیہ میں ہم نے کہا

امثلہ بالا میں اگرچہ چند الفاظ آج کے مذاق کے مطابق مشکل ہیں لیکن ذرا سے تردّد سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ پھر یہ کہ ایسے مصرعوں کی تعداد دو درجن سے زیادہ نہیں جن میں عربی کے مشکل الفاظ موجود ہوں۔ کتاب کی تالیف کو دو سو برس سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ زبان میں وقت کے ساتھ ساتھ تغیّر و تبدّل کا عمل جاری رہتا ہے۔ اس کتاب میں بھی زبان کے متعدد قرینے ایسے ہیں جو آج متروک ہو چکے ہیں۔ فعل کے آخر میں 'وے' کی جگہ اب 'ئے' مستعمل ہے لیکن صرف اردو میں ہر جگہ 'آوے'، 'جاوے' وغیرہ لکھا ہے۔ اسم اشارہ کی جمع اب متروک ہے لیکن کتاب میں 'یے' اور 'وے' کا استعمال بکثرت ہے۔ 'جد'، 'تد'، 'کد'، 'اتا'، 'تتا'، 'تنہوں'، 'کتنیں' اور کئی دیگر الفاظ ایسے ہیں، جو اس زمانے میں قواعدی معنویت رکھتے تھے لیکن آج متروک ہیں۔

کتاب کی املا میں بھی کئی امور غور طلب ہیں۔ 'نون' اور 'نون غنّہ' کی املا کا فرق روا نہیں رکھا گیا اور 'نون' ہر جگہ منقوط ہے۔ 'ہ' اور 'ھ' کی املا میں فرق نہیں۔ 'بھائی' کو 'بہائی'، 'پوچھے' کو 'پوچہے' اور 'بیٹھی' کو 'بیٹہی' لکھا گیا ہے۔ یائے معروف اور یائے معروف دونوں بلاتفریق استعمال ہوئے ہیں جیسے 'اے' کو 'ای' اور 'آئی' کو 'آئے' لکھا گیا ہے۔ الفاظ کو ملا کر لکھنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی گئی۔ یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہر زبان کے محاورہ اور املا وغیرہ کے انداز میں تبدیلی ہوتی ہے۔ زبان ایک سماجی نامیاتی مظہر ہونے کے حوالے سے خارجی قدغن قبول نہیں کرتی اور ہر لحظہ تبدیلی سے آشنا ہوتی رہتی ہے۔ اس لیے قواعد کے لیے بھی لازم ٹھہرتا ہے کہ ان میں زبان کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں آئیں۔ ''صرف اردو'' میں متروکات کی موجودگی اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ یہ اس دور کی اردو زبان کے بارے میں تحقیقی مواد فراہم کرتی ہے۔

کتاب کا امتیاز ہے کہ اس نے مقامی سطح پر قواعد نویسی کے لیے ایک منہاج متعین کی۔ اصطلاحات کا نظام دیا۔ قواعدی تعریفات کا اسلوب وضع کیا۔ تجزیے کا طریق کار طے کیا۔ امثلہ کی پیش کش کا ڈھنگ سکھایا۔ اس کتاب سے قواعد نویسی کی ایک ایسی روایت شروع ہوئی کہ اگلی ایک صدی تک اردو قواعد نویسی اسی راستے پر گامزن رہی جو امانت اللہ شیداؔ نے دکھایا تھا۔

## حواشی وحوالہ جات

۱۔ کتاب کا پورا نام بہ مطابق سرورق:

Instructie of onderwijsinghe der Hindoustanse en Persianse talen neven haare declinatie en conjugatie als mede vergiliejikinge Hindoustanse met de Hollandse maat en gewigton mitsgaders beduijdingh ee:
nieger moorse namen etca:

۲۔ ڈیوڈ میلیس کی کتاب:

Dissertationes Selectae Varias Litterarum et Antiquatis Orientalis Capita: Exponentes et Illustrantes

منتخب مقالات کا مجموعہ ہے جس میں کے دوسرے حصے میں صفحہ ۴۵۵ تا ۴۸۸، کیٹلر کی قواعد کے چند اجزا کا ترجمہ موجود ہے۔ یہ انتخاب ۱۷۴۳ء میں شایع ہوا۔

۳۔ Grammatica Hindustanica، پروفیسر ہنری کالنگ برگ نے مرتب کے ۱۷۴۵ء میں ہال سکسینی نے شایع کی۔

۴۔ جارج ہیڈلی کی کتاب:

Grammatical Remarks on the Practical and Current Dialect of the Jorgon of Hindustan with a Vocabulary

۱۷۷۲ء میں لندن سے شایع ہوئی اور اپنے دور کی مقبول کتاب تھی۔

۵۔ جارج ہیڈلی نے اس کتاب میں مسلسل ترامیم کیں۔ بعدازاں اس کا نام

A Compendious Grammr of the Current Currupt Dialect of Jorgon of Hindostan (commonly called Moorse) with a Vocabulary English and Moors, Moorse and English

ہوگا۔ راقم کے پاس اس کتاب کا لندن سے شایع شدہ ایک نسخہ ہے، جو مرزا محمد فطرت کی تصحیحات اور نظر ثانی کے ساتھ شایع ہوا۔

۶۔ Grammatica Indostana: A Mais Vulgar......... کے مصنّف کا علم نہیں ہوسکا۔

۷۔ گل کرسٹ کی قواعد ۱۷۹۶ء میں کرانیکل پریس کلکتہ سے شایع ہوئی۔ سرورق کے مطابق یہ ہندستانی لسانیات کی جلد اول کا حصہ سوم ہے۔

۸۔ The Oriental Linguist: an Easy and Familliar Introduction to the Popular Language of Hindoostan

۱۷۹۸ء میں فیرس اینڈ گرین وے کلکتہ سے شایع ہوا۔ اس کی ابتدا میں چند صفحات قواعد کی بابت ہیں۔ زیادہ تر کتاب انگریزی سے ہندستانی اور ہندستانی سے انگریزی لغت پر ہے۔ آخر میں قوانین جنگ اور چند اشعار کا ترجمہ ہے۔

۹۔ The Anti-Jargonist or A Short Introduction to the Hindoostanee Language

۱۸۰۰ء میں فیرس اینڈ کو، کلکتہ سے شایع ہوئی۔ یہ ہندستانی زبان کے بارے متفرق موضوعات کی کتاب ہے، جس میں مختصر قواعد، انگریزی سے ہندستانی اور ہندستانی سے انگریزی ذخیرۂ الفاظ، چند اصطلاحات، ہندستانی اعداد، دن، مہینے، فوجی اصطلاحات، چند مکالمے، قوانین کا ترجمہ وغیرہ شامل ہے۔

۱۰۔ Hindoostanee Philology اصل گل کرسٹ کی یک جلدی انگریزی سے اردو لغت ہے جس کی ابتدا میں ہندستانی زبان کے قواعد کا تعارف ہے۔

۱۱۔ بقول مصنّف: سنہ تھے بارہ سی بیس و یک اے یار
تب یہ کان گہر ہوئی تیار

۱۲۔ حامد حسن قادری، داستان تاریخ اردو، آگرہ، لکشمی نرائن، ۱۹۶۶ء، ص: ۱۱۷

۱۳۔ عتیق صدیقی، گل کرسٹ اور اس کا عہد علی گڑھ، انجمن ترقی اردو، بار اوّل ۱۹۶۰ء، ص: ۱۹۴

۱۴۔ ایضاً ص: ۱۷۰

۱۵۔ سعید انصاری کا یہ مضمون 'معارف' اعظم گڑھ، الندوہ، ستمبر ۱۹۱۷ء میں صفحہ نمبر ۴۸ تا ۵۱ موجود ہے۔

۱۶۔ عبیدہ بیگم، ڈاکٹر، فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات، لکھنؤ، ناشر: ڈاکٹر عبیدہ بیگم، تقسیم کار: نصرت پبلشرز امین آباد، ۱۹۸۳ء، ص: ۶۱۲

۱۷۔ سمیع اللہ، ڈاکٹر فورٹ ولیم کالج ۔۔۔ ایک مطالعہ، دہلی ناشر: ڈاکٹر سمیع اللہ تقسیم کار: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، اشاعت اوّل اپریل ۱۹۸۹ء ص: ۱۴۹

۱۸۔ شیدا، امانت اللہ، صرف اردو، کلکتہ، ہندوستانی چھاپہ خانہ، ۱۸۱۰ء

۱۹۔ بنجمن شلزے، ہندوستانی گرامر (مرتبہ و مترجمہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی) لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع اوّل، ستمبر ۱۹۷۷ء ص: ۱۴

۲۰۔ عبیدہ بیگم، ڈاکٹر فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات، ۶۱۲

۲۱۔ سمیع اللہ ڈاکٹر فورٹ ولیم کالج۔۔۔۔۔ایک مطالعہ، ص: ۱۵۰

۲۲۔ شیدا، امانت اللہ، صرف اردو، ص:

۲۳۔ ملاحظہ ہو: فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات از ڈاکٹر عبیدہ بیگم ص ۶۱۲ تا ۶۱۴

۲۴۔ مقیت الحسن ڈاکٹر، کلکتہ کے قدیم اردو مطابع اور ان کی مطبوعات۔۔۔ایک تذکرہ'' کلکتہ، عثمانیہ بک ڈپو، ۱۹۸۳ء، ص: ۱۴۷

۲۵۔ عبدالحق، مولوی ڈاکٹر، قواعد اردو، الناظر پریس لکھنؤ، ۱۹۱۴ء، ص: ۱۵ (مقدمہ)

۲۶۔ انشاء اللہ خان، انشا، دریائے لطافت (مرتبہ مولوی عبدالحق) لکھنؤ، الناظر پریس، ۱۹۱۶ء ص: ۳

۲۷۔ انشاء اللہ خان انشا، دریائے لطافت (مرتبہ مولوی عبدالحق رمترجمہ پنڈت دتاتریہ کیفی) کراچی، انجمن ترقی اردو، اشاعت دوم ۱۸۸۸ء، ص: ر

۲۸۔ انشاء اللہ خان انشا، دریائے لطافت (مرتبہ مولوی عبدالحق رمترجمہ پنڈت دتاتریہ کیفی)، ص: ر

۲۹۔ میر بہادر علی حسینی، قواعد زبان اردو (مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی) لاہور، مجلس ترقیِ ادب، طبع دوم ۲۰۰۸: ص: ۱۷

۳۰۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف) لاہور، مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء، ص: ۵

۳۱۔ غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ نحو) لاہور، اردو سائنس بورڈ، طبع دوم ۲۰۰۳ء، ص: ۱۱

۳۲۔ نعمت الحق، ڈاکٹر، اُردو لسانیات۔۔۔تاریخ وتنقید کی روشنی میں (غیر مطبوعہ مقالہ پی ایچ ڈی) مخزونہ بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی لائبریری ملتان، ۱۹۹۶ء، ص: ۴۳۶

۳۳۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو (جلد سوم)، لاہور مجلس ترقیِ ادب، بار اول ۲۰۰۶ء، ص: ۱۴۹

۳۴۔ شازیہ عنبرین، ڈاکٹر، مقالہ: ''دریائے لطافت۔۔۔اردو کی اوّلین کتاب صرف ونحو (بزبان فارسی) مشمولہ ''جرنل آف ریسرچ'، فیکلٹی آف لینگوئجز اینڈ اسلامک سٹڈیز، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی ملتان، ۲۰۰۶ء، ص: ۲۳۷

۳۵۔ شازیہ عنبرین، ڈاکٹر، مقالہ: ''دریائے لطافت۔۔۔اردو کی اوّلین کتاب صرف ونحو (بزبان فارسی)' مشمولہ ''جرنل آف ریسرچ'، ص: ۲۴۶

۳۶۔ انشاء اللہ خان انشا، دریائے لطافت، مرشد آباد، چھاپہ خانہ آفتاب عالم تاب، ۱۸۵۰ء، ص: ۴۷۶

۳۷۔ انشاء اللہ خان انشا، دریائے لطافت، 'مرشد آباد ایڈیشن'، ص: ۴۷۶

۳۸۔ شیداؔ، امانت اللہ، صرف اردو، کلکتہ، ہندستانی پریس، ۱۸۱۰ء، ص:۱
۳۹۔ شیداؔ، امانت اللہ، صرف اردو (منظوم) غیر مطبوعہ نسخہ مخزونہ کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو

کراچی، ۱۸۶۲ھ ص:۱

۴۰۔ ایضاً ص: ۸۵/صرف اردو نسخہ ۱۸۱۰ء ص: ۹۹

۴۱۔ صرف اردو، نسخہ ۱۸۶۲ھ، ص: ۹۲

۴۲۔ ایضاً، ص: ۸۵

۴۳۔ شیداؔ، امانت اللہ، صرف اردو نسخہ ۱۸۱۰ء، ص:: ۸۔۷

۴۴۔ ایضاً، ص:۱

۴۵۔ ایضاً، ص: ۲۔۱

۴۶۔ ایضاً، ص: ۴۔۳

۴۷۔ ایضاً، ص: ۴

۴۸۔ ایضاً، ص: ۶۔۵

۴۹۔ ایضاً، ص:: ۹

۵۰۔ ایضاً، ص:: ۱۰

۵۱۔ ایضاً، ص:: ۳۶

۵۲۔ ایضاً، ص:: ۴۴۔۴۳

۵۳۔ ایضاً، ص:: ۴۸

۵۴۔ ایضاً، ص: ۹

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## حمدِ الٰہی

حمد میں اس کی کھولتا ہوں زباں   جسم بے جاں کو جس نے بخشی جاں
پر زباں ہووے گر سراپا صرف   نہ ادا اس کا ہو سکے یک حرف
گرچہ ہے اپنی ذات میں واحد   جمع وکثرت کا وو ہی ہے موجد
صیغہ و لفظ و معنی و مضموں   طبع روشن میں ہے کیا موزوں
اسم اس کا ہے مظہر توحید   صفت اس کی ہے مرجعِ تمجید
مشتق اس کے ہے ظل سے عالم   ملک و جن اور بنی آدم
فعل اس کا ہے مصدرِ ایجاد   جس سے شہر وجود ہے آباد
متعدی ہیں نعمتیں اس کی   لازمی ہم پہ[۱] منتیں اس کی
ہیں فواعل اسی کے سب مجعول   خواہ معروف ہوویں یا مجہول
گر تو اثبات اپنا چاہے تو   تو کرے نفی اپنی ہستی کو
نہ مکاں اس کے تئیں احاطہ کرے   نہ زمانے کا دور اس پہ پھرے
مستمر جو ، سو ذات ہے اس کی   ماورا اس کے جو ہے ، سو ماضی
تھا وہ ، ہے اور وہی رہے گا بھی   ہم نہیں کچھ ، جو ہے ، سو ذات اس کی
ہے بعید اس کے درک کرنے سے   عقل گو اپنے تئیں قریب کرے
فہمِ انساں ہے مطلقاً بے کار   اس کے ادراک میں کرے جو گذار
ذاتِ پاک اس کی سب سے ہے برتر   لا یحد و لا یتصور[۲]
ہے اسی کا ظہور جلوہ نما   جس طرف دیکھیے نظر کو اٹھا
چمنِ دہر میں کھلے ہے جو گل   یاد میں ہے اسی کی جوں بلبل
حسن کی اپنے شمع روشن کر   ہم کو پروانہ کر دیا اس پر
کی عطا ہم کو اس نے روح رواں   پھر سکھایا ہمیں ہے علم و بیاں

ہر زباں داں کو ہے زباں بخشی　　رسم قانوں کو اس میں جاں بخشی
پر دہن میں جو ہو ہزار زباں　　ہم سے شکر اس کا ہو سکے ہے کہاں
بے نہایت ہے حمد کا صحرا　　حد نگہ رکھ ادب کی اے شیدا
بعد اس کے جو پاوے حسن قبول　　کھولتا ہوں زباں بنعتِ رسول

## پیغمبر کی نعت میں [۳]

گوہر نعت کو کروں میں نثار　　اس پہ جو ہے محمد مختار
خاتمِ انبیا، رسولِ مبین　　ہادم کفر اور مہتم دین
ذات اس کی نہ ہوتی گر مقصود　　کبھی ہوتی نہ کوئی شے موجود
ہے وجود اس کا باعثِ تکوین　　کہ ہوا خلق آسمان و زمین
آیۂ قدرتِ خدائی ہے　　سایۂ رحمتِ الٰہی ہے
سرورِ کائنات، فخرِ بشر　　ہادیِ خلق و شافعِ محشر
گو بظاہر کیا بجسم ظہور　　پر حقیقت میں تھا خدا ہی کا نور
جسمِ بے سایہ کس نے دیکھا ہے　　معجزہ یہ اسی سے آیا ہے
چشمِ دل کا ہے کحلِ بینائی　　خاکِ پائے محمدِ عربی
اس کی امت میں جو کہاتا ہے　　نہیں محشر میں اس کو پروا ہے
شکر کس منہ سے اس کا ہووے ادا　　کہ ہوئے اس کے دیں میں ہم پیدا
ضابطہ اہتدا کا دکھلایا　　قاعدہ رہبری کا سکھلایا
ذات اس کی اصول کا مصدر　　صفت اس کی فروع کا مظہر
ماضی و حال و دورِ مستقبل　　اس کے ہے امر و نہی پر شامل
اسم اس کا زبان کی ہے لذت　　حرف حرف اس کا جان کی ہے لذت
تا رہے صرف دہر آن فآن　　منصرف ہے ثنا میں اس کی زبان
ہم سے شیدا پھر اس کے بعد مدام　　آل و اصحاب پر ہے اس کے سلام
یاالٰہی ! بحقِ آل رسول　　دے سخن کو مرے تو حسن قبول

مجھ سے نسبت سخن کی کب ہووے
ہاں مگر فضل تیرا جب ہووے

بیشۂ جہل میں ہوں سرگرداں
منزلِ علم کا بتادے نشاں

گرچہ ہے پایۂ سخن بس دور
دستِ فکرت کرے ہے اس سے قصور

پر ہے امید تیری درگہ سے
مجھ کو رتبے پہ اس کے پہنچا دے

تو سخن کو مزا نہ بخشے جو
پھر مذاقوں میں تلخ کامی ہو

گر نہ الہام تیرا ہو رہبر
تو کسی کو نہ ہو سخن کی خبر

تو نے گویا جو کی ہے میری زباں
کر سخن کو مرے بھی لذتِ جاں

تا کہ دانا کے پاس ہو مرغوب
چشمِ ناداں سے وہ رہے محجوب

طبع شایق کو اس پہ شیدا کر
نکتہ چین ہوویں اس سے کوراور کر[۴]

## وصف میں صاحبانِ انگریز کے

ہووے جس ملک میں خدا کا فضل
بھیجے سلطاں وہاں وہ صاحبِ عدل

ابرِ انصاف و عدل سے اس کے
گردِ ظلم و ستم کی دھلواوے

رشتۂ انتظام اسی کے ہاتھ
رکھے ہے۔ تا کوئی کسی کے ساتھ

راہِ بد میں کسی طرح نہ چلے
ورنہ اعمال کی سزا پاوے

اس لیے مقتضاء حکمت سے
ہند کی سرزمین پر اس نے

بھیجے ہیں صاحبانِ باتدبیر
ہر ایک ان میں سے ہے امیرکبیر

سیماً لاڈ صاحبِ والا
مظہرِ انصاف وعدل وسخا

یعنی ہے لاڈ[۵] مینٹو والا جاہ
فیض چیں جس کے ہیں یہ مہروماہ

عہدمیں اس کے سب کو ہے آرام
کیا صغیر و کبیر و خاص وعوام[۶]

مفسدیں[۷] جو تھے، سو کیے برباد
ڈالی ہرجا پہ خیر کی بنیاد

امن اور چین اور ملکوں سے
ہند میں اس کے وقت آکے رہے

اٹھ گئی اس دیار سے نکبت
دیکھو جس جا، ہے خیراور برکت

بخت نے آکے یہاں سکونت کی
مفلسی اس کو دیکھ اٹھ بھاگی

غرض اوصاف اس کے ہیں بے حد کر سکے ہے بیاں، زباں اسے کد
اب خصوص اس دیار میں ہر جا اس سے پھیلا ہے علم کا چرچا
درِدولت ہے اس کا باب علوم اہلِ دانش نے وہاں کیا ہے ہجوم
ہوا محروم کوئی نہ ان میں سے کف دریانوال سے اس کے
اس لیے میں بھی اس رسالے کو پیش کش لایا ہوں قبول جو ہو

## وصف میں خداوندِ نعمت ڈاکٹر ہنٹر صاحب دام اقبالہٗ کے [۸]

قدردانِ گروہِ اہلِ ہنر صاحبِ خلق ڈاکٹر ہنٹر
آستان جس کا ہے مدارِ علوم اہلِ دانش کا کیوں نہ ہو ملثوم
ہے مروت کا نخل سر تا پا پھل ہر ایک کو ہے فیض کا بخشا
خوانِ احساں سے اس کے ایک عالم بہرہ لے جائے ہے خوش و خرم
ذات اس کی ہے خیر کا دریا تشنہ لب جس سے کوئی اب نہ رہا
گلشنِ خلق کا ہے تازہ نہال چھانو میں جس کی خوش ہیں اہلِ کمال
فیضِ تاثیر اس کی خدمت کا کیمیا ہے مس فلاکت کا[۹]
ذہبِ علم کے لیے بے شک عقل کامل ہے اس کی جاءِ محک
گر وہ ناظم نہ ہوتا کالج کا نہ کبھی ہوتا بندوبست ایسا
بوئے اخلاق سے ہے اس کے نسیم صبح گلبن میں لے کرے تقسیم
تب شگفتن کی رسم ہووے عیاں ورنہ گلشن کو لوٹ لیوے خزاں
اس لیے خانقاہِ گلشن میں شکرِاحسان کو ادا جو کریں
صوفیانِ چمن ، صحیفۂ گل ہاتھ میں اپنے لے لے وے بالکل
ورد پڑھتے ہیں، ہووے افزوں تر جاہ و اقبالِ ڈاکٹر ہنٹر
تجھ کو بھی چاہیے اب اے شیؔدا کہ اٹھاوے دعا میں دست اپنا
فضلِ حق سے بر آوے اس کی امید گلشنِ عمر میں رہے جاوید
اخترِ بخت اس کا ہر یک آن اوجِ اقبال پر رہے تابان

گوہرِ عیش سے رہے ہمہ حال
دامنِ خواہش اس کا مالامال

نار ہے خیمۂ فلک برپا
مسند آرا ہو بزمِ عشرت کا

## بیان میں سبب اس رسالے کے

گر نہ انسان کی زبان گویا
ہوتی۔ حیواں سے فرق کب ہوتا

پر نہ ہو قاعدے پہ گر جاری
ہو مشابہ بصوتِ حیوانی

اس لیے ہر زباں کے دانش ور
رکھتے اس کی بنا ہیں قانوں پر

قاعدے ہر زبان کے ہیں دو دو
'صرف' اور 'نحو' کہتے ہیں جن کو

ہیں یہ دونوں اصول قانوں کے
اور فروع ان کے ماورا جتنے

'صرف' ان دونوں میں سے اقدم ہے
لفظ کا مبنیٰ جس سے محکم ہے

گرنہ اس قاعدے کا تو احوط
ہووے، پس گفتگو تری ہے غلط

اپنے رتبے میں گو ہر ایک زبان
حسن ترتیب سے رکھے ہے شان

ان میں سے پر زبان اردو کی
ہے لطافت میں معدنِ خوبی

کی نظر میں نے جو تأمل سے
مشتمل قاعدے پہ پایا اسے

تب سے خاطر میں میری تھا خلجان
طالبوں کو بتاؤں اس کا نشان

صرف تھی اس میں اکثر و ثابت
نحو سے اس کی میں ہوا ساکت

دوستوں نے مجھے یہ دی تکلیف
صرف کو نظم میں کروں تصنیف

گرچہ لایق نہیں میں اس کے ہوں
گوہرِ نظم کو کروں موزوں

نظم قانون کی علی التخصیص
امر دشوار تر ہے بالتنصیص

پر مجھے التماس یاروں کا
آستیں کھینچ اس طرف لایا

الغرض اب خدا کے فضل اوپر
کر توکّل میں اس پہ باندھی کمر

کہ وہی فاتح ہدایت ہے
اور وہی خاتم نہایت ہے

یہ رسالہ ہو فضلِ حق سے تمام
''صرف اردو'' رکھا میں اس کا نام

سن تھے بارہ سی بست و یک اے یار [۱۰
کہ یہ کانِ گہر ہوئی طیّار

منتفع اس سے ہوں صغیر و کبیر
اسم کی بحث میں ہے اب تقریر

## تعریف اسم کی

اسم کہتے ہیں اس کو اہل کمال — جس کے معنے میں ہووے استقلال
یعنی جب اس پہ دال ہووے وہ — اس میں محتاج دوسرے کا نہ ہو
اور زمانے سے بھی معرّیٰ ہے — یہی مدلول جانو اس کا ہے

## تقسیم اسم کی

تین ہیں نوع اسم کی مطلق — جامد و مصدر اور ہے مشتق
جامد وہ اسم ہے کہ جس سے کبھی — نکلا ہرگز نہ ہووے صیغہ کوئی
اور وہ بھی کسی سے نکلا نہ ہو — کہہ دیا میں نے یاد رکھ اس کو
جیسے پتھر ہے سنگ اور روڑا — ہاتھی اور مرد ؛ رنڈی اور گھوڑا

## تعریف مصدر کی

پھر جو مصدر سے تو سوال کرے — کس کو کہتے ہیں، تم بتاؤ مجھے
سن لے ہم سے جواب اس کا حق — جس سے افعال نکلیں اور مشتق
اسم مصدر ہوا ہے اس کا نام — بھول مت اے عزیز میرا کلام

## تقسیم مطلق مصدر کی

مطلقاً دو ہیں قسم مصدر کی — جن کو کہتے ہیں اصلی و جعلی
وہ ہے اصلی، کہ جس کو واضع نے — ہے کیا وضع اصل حرفوں سے
وضع ثانی میں جو مرکب ہو — مصدر جعلی ہے کہاتا وو[۱۱]
یہ سبب ہے کہ بعضے دانا نے — نام اس کا رکھا مرکب ہے

## مصدر کی علامت میں

گر تو مصدر کی پوچھے ہے پہچان — حرف 'نا' جان لے بتایا نشان
یعنی ہے 'نون' اور 'الف ساکن' — اس علامت کے واسطے ضامن
جس کے آخر ہو حرف 'نا' زائد — اس کو مصدر تو جان اے جاہد

اس علامت میں اصلی و جعلی
رکھتے ہیں دونوں اشتراک جلی

دو دو نوع ہیں ہر ایک واحد کی
لازمی ایک اور متعدی

لازمی وہ ہے جو کہ فاعل سے
نہ تجاوز کسی طرح سے کرے

متعدی ہے برخلاف اس کے
چاہ مفعول کی ہمیشہ کرے

جیسے کرنا ہے اور خوش ہونا
آہ بھرنا ہے اور ہے رونا

## تقسیم متعدی کی

متعدی ہوا بحسبِ اصول
ایک سے لے کے تابسہ مفعول

مارنا اور دینا ، دلوانا
تینوں قسموں کی تو مثال بنا

اس کے مطلق کی پھر ہوئی دو قسم
جن میں ایک ایک کا جدا ہے اسم

ایک معروف ، دوسری مجہول
سچ یہی قول ، کچھ نہیں ہے فضول

ایک معلوم جس کا ہو فاعل
ہے وہ معروف پیشِ ہر عاقل

برخلاف اس کے ، جو کہ مصدر ہو
کہیو مجہول بے گماں اس کو

مارنا ، مارا جانا ، اس کی مثال
یاد رکھ ، چاہے گر تو اس میں کمال

## حاصل مصدر کے بیان میں

یاد رکھ، تجھ کو میں بتاتا ہوں
حال مصدر کا کہہ سناتا ہوں

جب کہ فاعل سے ہووے اس کا ظہور
رکھے ہے نسبتِ قیام و صدور

یعنی بعضا ہو ذات میں قائم
بعضا صادر ہو ذات سے دائم

اس طرح کے ظہور کے پیچھے
اس قیام و صدور کے پیچھے

کیفیت جو کہ ہوتی ہے حاصل
اس پہ جو ہووے دال اے سایل

حاصلِ مصدر اس کا نام ہوا
اصل اس کی یہ ہے جو میں نے کہا

## حاصلِ مصدر کی اقسام میں

اس کی تخریج کے ہوئے دو طور
تجھ کو لازم ہے اس پہ کرنا غور

ایک تو اصل اکثریّہ ہے
دوسرا قاعدہ جزئیّہ ہے

اکثریّہ سے تجھ کو دوں میں خبر[۱۲]
جس قدر بعد اس کے باقی رہے
جس طرح مار، پیٹ اور ہے لوٹ

جزئیّہ

جس کی تفریع ہے جزئیّہ پر
ایک ہوتا ہے حاصل مصدر
ہے دباو اور بچاو اس کی نظیر
دوسری وہ جو حرف 'نوں' لاویں
حاصل مصدر اس کو بھی پہچان
تیسری باءِ فارسی [۱۳]جس دم
کہیں اس کو بھی حاصلِ مصدر
اس کی تنظیر میں ہیں لاتے ملاپ
پر ہے یہ قسم شاذ و نادر سے
چوتھی جب لاویں حرف 'ئی' زائد
یعنی یاءِ ثقیلہ و معروف
حاصلِ مصدر ایک ہو پیدا
ہے کھلائی ، دلائی اس کی مثال
متعدی سے پر یہ قسم اکثر
پانچویں جب کہ اس کے آخر میں
پیدا ہوتا ہے حاصل مصدر
ہے سجاوٹ ، لگاوٹ اس کی مثال
فارسی کے بھی حاصلِ مصدر
بینش و آفرینش اس کی نظیر
شین لاتے ہیں امر کے آخر

حذف کر تو علامتِ مصدر
حاصلِ مصدر اس کے تئیں تو کہے
کاٹ،کوٹ اور ہے پکڑ،دھر،چھوٹ

پانچ قسم اس کی مجھ کوآئی نظر
صورتِ جمع، امرِ حاضر پر
ایسے وزنوں پہ اس کی کر تقریر
ماضی واحد کے جب کہ آخر میں
یاد رکھ تو مثال اس کی لگان
اس کے آخر میں تو ملاوے ہم
رکھے ہیں قاعدے سے جو کہ خبر
کہ دیا میں نے ، تو سمجھ لے آپ
پوچھ لینا تو جا کے ماہر سے
آخرِ امرِ حاضرِ واحد
اس کے آخرمیں جب کریں معطوف
بوجھتے ہیں اسے ، جو ہیں دانا
اس طرح پر ہے تجھ کو کرنا خیال
آتی ہے ، ہم کویوں ہے آئی نظر
حرف 'وٹ' کے تئیں ملا دیویں
کہتے ہیں اس طرح سے اہلِ ہنر
کہ سنایا میں شرح وار احوال
بولتے ریختے میں ہیں اکثر
اس طرح امثلے ہیں اس کے کثیر
پر ہے وہ امرِ واحدِ حاضر

## بیان میں اسم مشتق کے

رکھتے ہیں اسمِ مشتق اس کا نام ... جو کہ مصدر سے نکلے ، اہلِ کلام

گر کرے اس کی نوع کا تو شمار ... چار سے بیش تر نہیں اے یار

اسمِ فاعل ہے ان میں سے پہلا ... تجھ سے کرتاہوں میں بیاں اس کا

ایسی اک ذات پر وہ ہے گا دال ... جس سے صادر ہوں نو بنو افعال

یاکہ قائم ہو ذات میں اس کی ... بعضے افعا ل ہیں گے ایسے بھی

گر علامت کو اس کی تو پوچھے ... والایاہاراسن لے اب[۱۴] ہم سے

مارنے ہارا ، مرنے والا کو ... دونون قسموں کی تم مثال کہو

## گردان میں اس کی

مارنے والا ، مارنے والے ... صرف تذکیر میں تو گردانے

مارنے والی ، مارنے والیں ... صرف تانیث کی روش یوں ہیں

اور کبھی والیاں بھی ہیں لاویں ... جمع تانیث کی علامت میں

## اسم مفعول کے بیان میں

اسم مفعول دوسرا ان کا ... فعلِ فاعل ہو جس پہ واقع ہوا

وزن اس کا و وزن ماضی کا ... ہے برابر ہمیشہ میں نے کہا

جیسے کہیے وہ میرا مارا ہے ... بارہا کا مرے پچھاڑا ہے

## گردان میں اس کی

مارا ، مارے اگر مذکر ہو ... ماری ، ماریں ، جو ہو نِسا[۷] تو کہو

اور کبھی ماریاں بھی ہیں بولیں ... جمع تانیث کی علامت میں

کبھی لاتے ہیں اس کے صیغوں پر ... اہلِ اردو 'ہوا' کتنیں اکثر

امثلے اس کے ہیں جو پر ظاہر ... صرف میں جن کی تونہیں قاصر

الغرض فرق ایک بتاتا ہوں ... یاد رکھیو جو کچھ جتاتا ہوں

یاءِ مجہول اس میں جب آوے — اس کو تو لفظ جمع ہی سمجھے
یاءِ معروف سے مؤنث جان — اس طرح سے ہمیشہ تو گردان
اور معروف غنے سے لاویں — جمعِ تانیث کی علامت میں

## اسم حالیہ کے بیان میں

اسم حالیہ تیسرا ان کا — جس کی تعریف اب میں ہوں کرتا
ہے وہ ترکیب میں بیاں کرتا[۱۵] — حالِ مفعول وحال فاعل کا
جیسے تھا زید مارتا جاتا — اور خالد پکارتا جاتا
یعنی جاتے تھے دونو جب اے یار — ہوئی تھی صادر ان سے مار و پکار
'تا' و 'تے' 'تی' و 'تیں' ہے اور 'تیاں' — تم علامت کا اس کی جانو نشاں
مارتا، مارتے جو ہو تذکیر — مارتی ، مارتیں ، نسا کی نظیر
اور کبھی بولتے ہیں مارتیاں — یاد رکھ صرف اس کی اے جاناں
کبھی زائد بھی کرتے ہیں اس پر — اردو والے 'ہوا' کو بھی آخر

## اسم تفضیل کے بیان میں

اسمِ تفضیل ان کا چوتھا ہے — جو زیادت پہ دال ہوتا ہے
یعنی مدلول اس کا غیروں پر — ہے فضیلت میں اپنی فاضل تر
پر نہیں کوئی لفظ ہندی سے — جو کہ موضوع ہووے اس کے لیے
بل کہ جب اس کے معنی کو چاہے — کہ مخاطب سے تو بیان کرے
سے وہیں ، کا ، کتنیں وسیلہ بنا — اس وسیلے سے اس کو کر تو ادا
جیسے کہتا ہے تو کہ زید بھلا — عمر سے ، علم میں ، بہت دانا
جیسے کہتا ہے تو کہ یہ ان میں — ہے نپٹ ہوشیار سب گن میں
یا کہے تو یہ ہے بڑا سب کا — ہو چکا شرح مدعا سب کا

## نکتہ

گو کہ ہندی میں صیغۂ مخصوص — اسم تفضیل کا نہیں منصوص

لیکن اہل لسان بعینہٖ اسے — لاتے ہیں فارسی و عربی سے

جیسے کہتے ہیں، یہ ہی افضل ہے — سب سے بہتر ہے اور اوّل ہے

اس طرح جس قدر ہی تو چاہے — احسن و نیک و خوب تر بولے

اسم ظرف اور اسم آلہ کا بھی — نہ بنا قاعدہ ہے خاص کوئی

پر کبھی بولتے ہیں مصدر کو — معنیِ ظرفیت میں یاد رکھو

جیسے کہیے : ہرن کا رمنا ہے — یعنی رمنے کی اس کے یہ جا ہے

اور کبھی مصدر اس طرح سے حمید — اسمِ آلہ کے معنی کو ہے مفید

یعنی کہتے ہیں بیلنا لانا — بیلنے کا تو واسطہ لانا

اور کبھی 'نی' و 'نون ساکن' کو — لاتے ہیں، تا کہ اسم آلہ ہو

امرحاضر میں جب کہ ہو واحد — امثلے اس کے اس پہ ہیں شاہد

جیسے کہتے ہیں بیلنی ، بیلن — اور کترنی ، کریدنی ، پیلن

اس طرح اس کی ہے مثال و نظیر — ڈھونڈنے سے ملے گی تجھ کو کثیر[۱۶]

## تقسیم اسمِ جامد کی

اسم جامد کی اے نکو اختر — دو ہی قسموں کی مجھ کو پہنچی خبر

ایک تنکیر[۱۷] ان میں سے جانو — دوسری معرفہ ہے پہچانو

پر ہیں تنکیر اس کتنیں بولیں — نہ تعین ہو جس کے معنی میں

ہی مثال اس کی ہاتھی اور گھوڑا — ہو بہت خواہ یا کہ ہو تھوڑا

معرفہ جان برخلاف اس کے — شئے معین ہی اس کے ہیں معنے

پر ہیں ہندی میں چار قسم اس کی — کہہ سناتا ہوں تیرے تیں یہ ابھی

ایک علم ، دوسری ہے اسم ضمیر — دل سے سنیو اے صاحب تدبیر

تیسری اسم ہے اشارے کا — اسم موصول' چوتھی کو کہنا

## بیان میں علم کے

کہتے ہیں اس کنتیں علم دانا جو کہ ہو نام شئے معیّن کا
ہند میں جیسے رام اور سیتا مثلاً اور ہے : کشن ، رادھا
پر ہو مسلوب وصف سے دائم تب روا ہووے اس کو کہنا علم
ورنہ پھر کہیو تو خطاب و لقب نہ علم کہنے کا یہی ہے سبب
روشن الدولہ اور من موہن کریں اس کی مثال کو روشن

## نکتہ متفرقہ

راجپوتوں کے نام میں دلبر لاتے ہیں لفظ رائے و سنگھ اکثر
جیسے بلونت سنگھ جس دم آئے بھاگ جائے وہاں سے دلت رائے
اور مہاجن کے نام میں اے ماہ تابع ہوتے ہیں لفظ سیٹھ اور ساہ
ہے جگت سیٹھ بس کہ عالی جاہ ایک ادنیٰ ہے بندہ گوکل ساہ
اور فقیروں میں جو مسلماں ہو نام میں اس کے شاہ و صوفی کہو
جوگ سائیں ہو کوئی ہندو سے ہو بھگت ساتھ نام کے اس کے
یا کہ جب نام اس کا تو لیوے گرو یا من تو اس کے ساتھ کہے
نام میں ہوتے ہیں برہمن کے پانڈے ، ڈوبے ، تیواڑی اور چوبے
رکھتے ہیں نام چھوٹے لوگوں کے ہند میں بیشتر حقارت سے

## ضمیر کے بیان میں

اسمِ ظاہر کی جا جسے ماہر رکھتے ہیں اختصار کی خاطر
نام اس کا ہوا ہے اسمِ ضمیر صفحۂ دل میں اپنے کر تحریر
تین ہیں اس کی قسم گنتی میں گر تو ڈھونڈے ضمیر ہندی کے
اوّل ان کی ضمیرِ فاعل ہے شرح کرتا ہوں گر تو سایل ہے
یعنی ہوتی ہے فعل کی اسناد طرف اس کے ، سمجھ لے اے آزاد

اس کی پھر تین قسم کرتے ہیں
اور جداگانہ نام دھرتے[١٩] ہیں

غائب اور حاضر اور متکلّم
دائر ان میں ضمیر ہے دائم

وہ ہے غائب جو ہو نظر سے دور
ہے وہ حاضر جو ہووے تیرے حضور

متکلّم ہے وہ، کرے جو بات
کہہ دیا میں نے، یاد کر دن رات

پھر ہے ان میں سے بھی ہر اک دو دو
واحد و جمع کہتے ہیں جن کو

دو کو گر تین میں تو ضرب کرے
پھر عدد میں ضمیر چھ نکلے

میں ہوں اور ہم ہیں، تو ہے اور تم ہو
وہ ہے اور وے ہیں میری جان سنو

## ضمیر مفعول کے بیان میں

دوسری قسم سے جو ڈھونڈے کلام
ہو ہے مفعول کی ضمیر بنام

تو جو مفعول کی ضمیریں بنائے
ان ضمیروں میں تو علامت لائے

یائے مجہول اور کو و کتنیں
جان مفعول کی علامت ہیں

گر تو اس کی مثال ہے ڈھونڈے
اس طرح ہم سے یار تو سن لے

مجھ کو اور ہم کو چیز کچھ بخشی
تجھ کو یا ہم کو اس نے گالی دی

وہ مجھے یا ہمیں معاف کرے
کہتا یہ بات ہوں تمھیں یا تجھے

مارا ہے اس کو یا کہ اس کتنیں
یا اسے سخت گالیاں ہیں دیں

پس کہے انھ[٢٠] کو یا انھیں تو کہے
انھ کتنیں یا تو جا سلام کرے

پر کتنیں کو ضمیر غائب میں
اور سے ہے فصیح کہ وصل کریں

## ضمیرِ اضافت کے بیان میں

گر تو چاہے مضاف الیہ کی ضمیر
کر دوں اس کا بیان، بتاؤں نظیر

گر کسی لفظ کو مضاف کریں
اس کی جانب؛ مضاف الیہ کہیں

کا و کے، کی کو اے مرے بھائی
تو علامت ہی جان اضافت کی

کہیں مجہول اور کہیں معروف
اس طرح یائے کو تو کر مصروف

یعنی جس وقت جمع کی ہووے
یائے مجہول اس کو تو جانے

یا کہ ہو حرف معنوی کوئی
بعد اس کے، تو وہ ہی ہے جد بھی

پھر سوا اس کے جو مؤنث ہو
خواہ ہو جمع، خواہ مفرد ہو

یائے معروف ہے وہ دونو جا
یاد رکھ میری جاں، جو میں نے کہا

جیسے کہتے ہیں کس کا گھوڑا ہے
زید کا ہے وہ یا عمر کا ہے

اس کے سامان جو کہ تھے ہیں کہاں
اس کی[۲۱] تم زین کو منگاؤ یہاں

یہ حویلی ہے کس کی اے بھائی
رہتی ہیں اس میں عورتیں کس کی

الغرض حرفِ معنوی سے 'کا'
متصرف ہمیشہ ہے ہوتا

متقدم ہو یا مؤخر ہو
پر فصیح وہ ہے جب ہو آخر کو

## اسم ضمیر کی تبدیل

جو جو معلوم کی ہے تو نے ضمیر
بیش تر اس میں ہوتی ہے تغییر

جیسے جس وقت لفظ وہ کے بعد
آوے کوئی حرفِ معنوی اے سعد

یا کہ بعد اس کے اسمِ ظرف آوے
ہمزہ وسین سے بدل جاوے

جیسے اس کو، اسے اور اس کنتیں
اے مری جان سن لے تو، یوں ہیں

پھر کہے اس کا، اس کے اور اس کی
اس طرح سے ہے اس میں، اس سے بھی

ظرف کی تو نظیر لے اس پاس
اور اگر چاہے اس پہ کر لے قیاس

حرف وے کے اگر کوئی پیچھے
ظرف یا حرفِ معنوی آوے

'ہمزہ ونوں'[۱۰] وہاسے بدلا کر
اپنے تئیں قاعدے سے کر نہ بدر

جیسے انھ کا، انھیں و انھ کو کہے
اور انھوں کا، انھوں سے، سن ہم سے

پھر کہے تو، انھوں نے اور انھ پاس
اور اسی پر ہمیشہ کر تو قیاس

## نکتہ

تیں کے بعد اور لفظ میں کے بعد
'کا' و 'کے'، 'کی' ہو اور کنتیں اے سعد

'کاف' ان لفظوں کا ہے بدلے تب
حرف 'را' سے مدام اے نیک لقب

جیسے کہتا ہے میرا اور میرے
یا کہ کہتا ہے تیرا اور تیرے

یا کہے بعضے وقت میرے تئیں — جیسے کہتا کبھی ہے تیرے تئیں

اور تانیث میں مری کہیو — میری یہ پند کان میں رکھیو

رمز اس کی میں کہہ سناتا ہوں — اصل ہر ایک کی بتاتا ہوں

اصل تذکیر 'میں کا' اور 'تیں کا' — اصل تانیث 'میں کی' اے دانا

میں کتئیں، تیں کتئیں، جہاں ہے رہیں — حفظ کر ایسے جو نہ بھولے تئیں

واسطے ثقل گفتگو کے یہاں — 'کا' کو 'را' سے ہیں بدلے اہل لساں

'نون' کو بھی گرانا ہے لازم — پھر کہا کر اسی طرح دائم

اور فصاحت کے واسطے ہے ضرور — 'میم' اور 'تا' کو تو کرے مکسور

جب ہے مکروہ عوض، معوض کا — اجتماع ، تو نہ کہیو میرے کا

حرف 'نے' سے بدلتے یہ دونو — نہیں ؛ اے یار میں کہا تم کو

اور اضافت کے حرف 'نے' کے سوا — ان میں کوئی حرف معنوی ہو گا

'یا' و 'نون' ان کا تب بدل جاوے — سچ ہے یہ بات 'جیم' اور 'ہا' سے

پھر کہوں میں تجھے کہ ہو معلوم — کرنا واجب ہے 'میم' و 'تا' مضموم

ہے مثال ان کی مجھ کو اور تجھ کو — یا مجھے اور تجھے یہ ہم سے سنو

مجھ سے، تجھ سے، ہے آئی اس کی نظیر — مجھ پہ تجھ میں یہ سن لے تو تقریر

ہیں اسی طرح امثلے ان کے — جتنے چاہے قیاس تو کر لے

پر اضافت کے حرف اور 'نے' میں — جمع ان کی ہے ان سے کہنے میں

جیسے کہتے ہیں یہ ہمارا ہے — ہم نے اس کو بہت ہی مارا ہے

میرے نزدیک کیا تمھارا ہے — تم نے ناحق مجھے پکارا ہے

اور سوا اس کے باقی حرفوں سے — جمع ہے برخلاف مفرد کے

جیسے کہتے ہیں ہم کو اور تم کو — ہم سے تم سے وغیرہ ، یاد رکھو

## اسم اشارہ کے بیان میں

جس کسی لفظ کے وسیلے سے — تو اشارہ کرے ہے ، جب چاہے

اس کو کہتے ہیں اسم اشارے کا — دل سے حاضر ہو سنیو میرا کہا

جس کی ہووے طرف اشارہ تمام
ہے مشارٌ الیہ اس کا نام

دو ہیں قسم اس کی میں سناتا ہوں
نام ہر ایک کا بتاتا ہوں

ایک وہ ہے ، جسے ہیں کہتے قریب
دوسری ہے بعید ، سن اے حبیب

ان میں ہر ایک کی ہوئی دو قسم
جس میں ہر ایک کا جدا ہے اسم

ایک واحد ہے ، دوسری ہے جمع
دل میں اپنے تو ان کو کر لے جمع

دو کو پھر دو میں گر تو ضرب کرے
حاصلِ ضرب تجھ کو چار ملے

'یہہ' ہے اور 'یے' قریب کی خاطر
ہے 'وہ' اور 'وے' بعید کی ناظر

## اسم اشارہ کی تبدیل میں

اسم اشارہ کی چاہے گر تغئیر
سوچ تو جی میں اپنے بحث ضمیر

جس طرح تونے وہاں ہے کی تبدیل
یہاں بھی کر اختیار وہ ہی سبیل

لیکن اس سے یہ فرق ہے کہ رکھے
شرکت اپنی ضمیرِ غائب سے

## بیان میں اشارے، مشارٌ الیہ مکان کے

پھر یہاں اور وہاں کو بھی پیارے
جانیو لفظ ہیں اشارے کے

پر مکاں کے لیے ہوئے وے خاص
یاد رکھیو اے صاحب اخلاص

گر مکاں تیرے پاس ہووے قریب
بولیو تب یہاں اے میرے حبیب

اورجو ہووے بعید وہ تجھ سے
تب وہاں بولنا ہے اے پیارے

پھر جو تخصیص اس کی ہو منظور
تو یہیں اور وہیں قریب و دور

ٹک یہاں میری جان کر تو لحاظ
ہیں یہ مفرد کے واسطے الفاظ

جب مکاں میں سے یعنے واحد ہو
تب انہیں اس جگہ میں تم بولو[۲۳]

اور جو دو تین چار و اکثر ہو
غیر سے ان کے استعارہ کرو

جب کرے تومکاں سے استفہام
کہنا تب ہے کہاں سن اے خوش نام

پھر جو مطلوب اس سے ہو تنکیر
تو جہاں اور کہیں ہے اس کی نظیر

اور تہاں معنے میں وہاں کے ہے
بیشتر جب سخن میں آوے ہے

پر وہ تابع ہے بول میں اکثر
جائیو تم جہاں کے اے دل بر

جیسے کہتے ہیں وہ مجھے نہ ملا
میں نے اس کو جہاں تہاں ڈھونڈھا

### نکتہ

علت فعل کی طلب کے لیے
حرف ہیں چار اے مرے پیارے

ان میں سے ایک بسیط اور باقی
ہیں مرکب ہمیشہ اے بھائی

جیسے ہیں لفظ کیوں و کس خاطر
کس لیے، تیسرا ہے اے ماہر

چوتھا اس کا ہے لفظ کس کے بعد
واسطے کو جو لاوے تو اے سعد

جیسے کہتے ہیں: تو ہے کیوں آیا
کس لیے تو یہاں کھڑا ہے رہا

منتظر اس کا کیوں ہے، کس خاطر
قسم رابع ہے بحر سے قاصر

### آخری

فعل کی یار کیفیت کے لیے
اس طرح چار لفظ ہم نے سنے

ایک دوں[۲۴] اور دوسرا ہے یوں
تیسرا جیوں ہے چوتھا اس کا تیوں

طرح کے حرف ان کو بعضوں نے
اپنی تصنیف میں کہا پیارے

پر ہیں ان میں سے دونو لفظ اخیر
متکرر و حذف یا سے کثیر

جیسے جوں جوں میں تیرے پاس گیا
تو نے توں توں مجھے خراب کیا

حرف ہی جوں کے بعد جب آوے
فوریہ نام اس کا تب تو رکھے

ہے شریک اس میں لفظ دوں اے یار
کر دیا میں نے تیرے گوش گذار

جیسے کہتے ہیں جوں ہی یار گیا
درد پہلو میں میرے دوں ہی اٹھا

### تنبیہ

پر نہ جیوں بولیں اور نہ تیوں اے یار
انفراداً بکیفیت زنہار

بل کہ جب کیفیت کے لیں معنے
لفظ 'کر' کو ملا کے ہیں دیتے

جیسے کہتے ہیں میں کہوں جیوں کر
کام کرنا ہے تیرے تئیں تیوں کر

اور کہیں دونوں کو ملا باہم
بولتا ہے سخن میں ایک عالم

تب مراد اس کی کیفیت میں عموم — کہتے ہیں اس طرح سے اہلِ علوم
جیسے بہتر ہے اب تعطّل سے — کہیں جیوں تیوں کی نوکری جو ملے
اور جو تشبیہ کے لیے لاویں — لفظ جیوں کو فقط بھی ہیں بولیں
جیسے جیوں لالہ داغ داغ ہوا — دل مرا طرفہ ایک باغ ہوا

### نکتہ

ہو طرف کی طرف اشارہ اگر — بولتے ہیں تب ایدھر اور اودھر
پر ہے ایدھر ہمیشہ طرفِ قریب — اور اودھر بعید میں اے لبیب
پھر طرف سے کرے جو استفہام — لفظ کیدھر سے کرنا تجھ کو کلام
حرف علت کے حذف سے اکثر — بولتے ہیں ادھر ، ادھر و کدھر
اور تنکیر میں جدھر بولو — پھر تہاں پر تدھر قیاس کرو
جیسے کہیے جدھر تدھر میں گیا — مجھ کو واں تیرا کچھ پتا نہ ملا[۲۵]

### نکتہ

گر اشارہ کبھی مرے بھائی — تو کرے جانب مشبّہ بھی
تب قریب و بعید کی خاطر — بولیو ایسا ، ویسا اے ناظر
اس سے مطلوب ہو جو استفہام — کیسا ہے اس کے واسطے ناکام
جیسا تیسا سے گر کرے تو کلام — حال جیوں تیوں کا سوچ لے تو تمام

### نکتہ

جو مشارٌ الیہ ہو مقدار — اتنا اور اتّا[۲۶] سے تو کریو شمار
پر ہو مکسور گر تو ہے وہ قریب — ور جو مضموم ہو ، بعید اے لبیب
پھر جو مطلوب ہووے استفہام — کتنا اور کتّا کہیو اے فرجام
ہیں یہ مکسور دونوں لفظ مدام — ورد کرنا ہے تجھ کو صبح اور شام
جتنا ، تتنا کو جیسا تیسا پر — کر قیاس اب تو اے میرے دل بر

## آخری

گر مشارٌ الیہ ہووے زمان
لفظ اشارے کا اب اور تب پہچان

اب زمان قریب کے ہے لیے
تب ہیں بولیں بعید جب ہووے

ہو جو منظور اس سے استفہام
لفظ کب بولیو تو اے خوش نام

جب منکر زمان میں تو بول
در سخن کا اسی طرح سے کھول

لفظ جب کو اگر تو پوچھے ہے
معنیٔ شرط میں وہ آوے ہے

اور جب ، تب و کب کی 'بے' دل بر
ہووے ہے 'دال' سے بدل اکثر

جیسے کہتے ہیں جد تو آوے گا
تد مجھے اس جگہ میں پاوے گا

کد مرے گھر کو یار آیا تھا
جو کرے اس طرح گلہ میرا

جد کو تد کے مقام میں گاہے
بولتے ہیں سخن میں اے پیارے

جیسے ہر چند میں تجھے چاہا
جد بھی دل سے تیرے گماں نہ گیا

جب ملا کر بہم کہیں جب تب
معنی میں گاہ گاہ کے آوے تب

اس طرح بولتے ہیں جدتد بھی
حفظ کر خوب اے مرے بھائی

## نکتہ

ایک ہی جملے میں ہووے جب دو نظیر
خواہ اشارے سے ہووے یا ہوں ضمیر

یعنی ان میں مجانست ہووے
دوسرا ہو مضاف الیہ اس سے

لفظ اپنا سے تب بدلتے ہیں
گفتگو کی جو رہ میں چلتے ہیں

پر ہے وہ حسبِ اقتضاء مقام
متصرف کلام میں ناکام

جیسے اب تو میں اپنے گھر جاؤں
تو بھی لے اپنی راہ کہتا ہوں

پر وہ اپنا بھلا جو کچھ سمجھے
دل کے بیچ اپنے ٹھان کر لیوے

کچھ نہیں فرق اس میں حسب اصول
دونوں موصول آویں یا مفصول

تو نے اس کو مثال سابق میں
سمجھا؛ پھر کیا نظیر ہم لاویں

بخلاف اس کے گر دو جملے میں
اس طرح کی ضمیریں دو آویں

تب بدلتے نہیں ہیں ثانی کو
لفظ اپنا سے اتنا یاد رکھو

جیسے کہتے ہیں گو کہ میں ہوں یہاں
پر جو پوچھو تو میرا گھر ہے وہاں

## نکتہ

لفظ آپس کتنیں ہے واضع نے
کیا موضوع مشارکت کے لیے

پر ضمائر میں اے مرے دل بر
بولتے اہلِ ہند ہیں اکثر

غائب و حاضر اور متکلمّ
متساوی سب اس میں ہیں دائم

جیسے آپس میں ہیں جھگڑتے وو
ہر دم آپس میں تم بھی لڑتے ہو

ہم بحثتے ہیں دیکھو آپس میں
پر کسی کے نہیں ہیں ہم بس میں

## نکتہ

کبھی رکھتے ہیں اسم ظاہر کو
جا میں اسم ضمیر کی جانو

فایدہ اس کا ہے بحسب مقام
جب کہیں ایسا ہو سیاق کلام

کہیں ہے عجز اور کہیں تعظیم
یاد رکھیو یہ ضابطہ ہے عمیم

متکلمّ اگر رکھے ظاہر
بیش تر جانو عجز کی خاطر

ماورا اس کے بیش تر تعظیم
ہوتی مطلوب ، ہو جو شخص کریم

جیسے کہتے ہیں گھر ہے بندے کا
دہلی میں ، معنے اس کے ہیں میرا

یا کہے تو کہ پیر و مرشد ہاں
جو کہ فرماویں حق ہے اپنی زباں

## اسم موصول کے بیان میں

اسم موصول جانو اس کا نام
جو کہ محتاج ہو صلے کا مدام

یعنی بعد اس کے ایک جملا ہے
وہی اس کو بیان کرتا ہے

ہندی میں لفظ اس کے دو آئے
جو و جوں ان کی تو مثال کہے

لفظ جو پر ہے لفظ جوں سے کثیر
گفتگو میں اے صاحب تدبیر

ہیں برابر یہ دونو لفظ مدام
رنڈی و مرد میں کریں جو کلام

وحدت و جمع میں بھی ہیں یکساں / جب وے آویں محاورے میں جہاں
جیسے کل یہاں جو مرد آیا تھا / کیا ہی سو عاقل اور دانا تھا
یا مرے گھر جو رنڈی آئی تھی / کیا کروں خوبیاں بیاں اس کی
یا کہ جو آئے تھے، جو آئیں تھیں / امثلے جمع کے نہ بھول کہیں
سابقاً میں نے جس طرح ہے کہا / تیرے تئیں اس طرح سے اے دانا
کہیں مجہول اور کہیں معروف / بوجھ کر یا کو تو کرے مصروف

## قاعدہ اسم موصول کی تبدیل کا

پھر جو تبدیل میں کرے ہے سخن / اسم موصول کی تو سن اے سجن
سوچ دل میں تو اپنے بحث ضمیر / جس طرح کی ہے تو نے واں تغییر
حرف یا ظرف کے تو آنے سے / بعد اس کے بدل ہمیشہ کرے
اپنی تبدیل میں پر ان میں سے / ہے موافق ضمیر غائب کے
پرہے کچھ فرق یاں کہ حرف اخیر / پاوے وحدت میں 'سین' سے تغییر
جمع میں 'نون' سے کرے ہیں بدل / حرف آخر کو پھر تو آگے چل
کہ فصاحت کے واسطے دانا / آخر نون 'ہا' ہیں دیتے ملا
مثل جن کو، جنھوں کو اس کی مثال / ماورا کو تو اس پہ کر لے خیال
فایدہ ایک اور بتاتا ہوں / یاد رکھیو جو میں جتاتا ہوں
شرط کے معنی کو ہے متضمن / اسم موصول سنئیو میرا بچن
اس لیے ہے جزا میں اس کی ضرور / لاؤ نا لفظ سو کا، خواہ مذکور
یا مقدر کلام میں ہووے / اس روش پر ہمیشہ تو بولے
امثلے اس کے سابقاً مذکور / ہو چکے، بوجھ لے، جو رکھے شعور

### نکتہ

اسم موصول ہو مبدل جب / ظرف یا حرف معنوی کے سبب
اپنے ماقبل کے تب اسم کتنیں / باز تبدیل سے رکھے اب میں

امثلے اس کے صاف لاتا ہوں
آئینہ کر تجھے دکھاتا ہوں

جیسے کہتا ہے تو کہ وہ لڑکا
جس نے مارا تھا مجھ کو سو آیا[۲۸]

لفظ 'نے' نے کہ جس نے جو کتنیں
متبدل کیا ہے اہلِ یقیں

لفظ لڑکا میں کچھ عمل نہ کیا
بلکہ وہ جوں کا توں ہی باقی رہا

ظرف کی ہے مثال وہ لڑکا
جس کے تو پاس یار بیٹھا تھا

اس میں بھی دیکھ لفظ جو کو بدل
'نے' نے لڑکا میں کچھ کیا نہ عمل

جو تو پوچھے ہے جون کی تبدیل
لفظ جو پر قیاس[۲۹] کر اے خلیل

## حرف استفہام کے بیان میں

گر تو پوچھے کہ حرفِ استفہام
ہندی میں کے ہیں ، تم بتاؤ تمام

پس کہوں میں کہ کل میں وہ دو ہیں
کون اور کیا بتایا تجھ کو میں

جیسے کہتے ہیں کون آیا ہے
کیا خبر تیرے گھر سے لایا ہے

پر مجازاً اگر کرے تو شمار
ہوتے ہیں لفظ کیا کے معنی چار

ایک ہے منع جو جھڑک کے کہیں
فعل سے تا کسی کو باز رکھیں

دوسرے معنی اس کے استغنا
کہیں مطلوب ہوتے ہیں بیٹا

جیسے کہتے ہیں تجھ بن اے پیارے
کیا کروں میں بہشت کو لے کے

اور تعجّب کبھی ارادہ کریں
لفظ کیا سے سخن میں گر لاویں

جیسے کہتے ہیں کیا ہے پھولا پلاس
دل مرا ان دنوں ہوا ہے اداس

اور کبھی واسطے تمنا کے
بولتے لفظ کیا ہیں اے پیارے

جیسے کہتے ہیں دل ربا میرا
آتا ٹک میرے یہاں تو کیا ہوتا

گر تو تبدیل اس کی ہے پوچھے
اسم موصول پر تو دھیان کرے

جس طرح کی ہے تو نے واں تبدیل
کریو یہاں اختیار وہ ہی سبیل

جیسے کہتے ہیں اے مرے دل بر
کس کا یہ آدمی ہے ، کس کو خبر

نکتہ

لفظ کچھ اور لفظ کوئی کو
خاص تنکیر کے لیے جانو

پر ہے ذی روح کے لیے کوئی
بیش تر ریختے میں اے بھائی

غیر ذی روح کے لیے اکثر
لاتے ہیں لفظ کچھ کو اے دل بر

جیسے اس دم اگر کوئی ہوتا
دیتا پکوا کے کچھ مجھے کھانا

لیکن اہلِ لسان گہہ بگہہ
بولے ہیں ہر کو دوسرے کی جگہ

یہ بھی کچھ آدمی میں ہے جیسے
جو کوئی چیز مجھ کو لا دیوے

حال تبدیل میں کسی یا کسو
بولتے ہیں سخن میں اے خوش خو

لیکن اک رمز ہے یہاں پنہاں
اس کو کرتا ہوں تیرے پاس بیاں

یعنی جب ان کے اور عامل کے
بیچ فاصل ہو اے مرے پیارے

ان کی تبدیل تب نہیں ہے ضرور
کان سے سنیو گر تجھے ہے شعور

اس میں پر لفظ کون بھی ہے دخیل
یاد رکھنے میں کیجیو مت ڈھیل

جیسے ہوں میں مسافر اب جانا
کوئی دن میں چلا میں جاؤں گا

یا کہ کہتا ہے تو بلا تبدیل
میری کچھ چیز میں نہیں یہ دخیل

یا کہے تو کہ کون صاحب کا
آدمی ہے جو میرے گھر آیا

نکتہ

ہم، تم اوران واِن وجن ، تن ، کن
گرچہ خود جمع ہیں یہ سب لیکن

ایک پھر بھی تو مان میرا بچن
بول سکتے ہیں بھائی تعظیماً

پر انھوں اور اِنھوں ، جنھوں اور تنھوں
پانچواں ان کا ہے جو لفظ کنھوں

خاص ہے ان کا جمع پر اطلاق
خوض کر اس میں گر ہے تو مشتاق

ہوتی تبدیل ہے جن اسموں میں
دھیان کر ان تمام قسموں میں

کہ انھیں حرف معنوی ہے ضرور
تا کہ تبدیل میں نہ ہووے فتور

خواہ ملفوظ یا مقدر ہو
لیکن آخر سے حذف [۳۱] اکثر ہو

جیسے کہتے ہیں اس قدر لاؤ
یا کہ اس وقت اپنے گھر جاؤ

معنی اس کے ہیں اس قدر سے لا
یا کہ اس وقت اپنے گھر کو جا

## بیان میں اسماء صفات کے

اسم سے جب مراد ذات بحت
ہووے تب تو اسے نہ کہیو صفت

بلکہ کہتے ہیں صرف اسم اس کو
ضابطہ اس طرح سے یاد رکھو

اور ہو ساتھ اس کے معنیٔ زائد
یعنی ہو وصف کی طرف عاید

تب تو کہیو اسے صفت بھائی
پر ہے تقسیم اس کی دو آئی

ایک مفرد ہے ، دوسری کا نام
ہے مرکب تو مان میرا کلام

ہے وہ مفرد کہ جزو لفظ اگر
دال ہووے نہ معنی کے جز پر

جیسے سادہ و لال اور پیلا
کالا اور اودہ اور ہے نیلا

فارسی کے صفات مفرد بھی
ہندی میں بولتے ہیں اے بھائی

ہے مثال ان کی جیسے سرخ و سفید
فضل حق سے بر آوے تیری امید

امثلے ان کے جس قدر چاہے
ان کے اوپر قیاس تو کر لے

## صفت مرکب کے بیان میں

پھر مرکب سے گر سوال کرے
جان ، برعکس ہے وہ مفرد کے

یعنی ہے اس کا جزو لفظ مدام
دال معنی کے جز پہ اے خوش نام

پر ہیں ملحوظ یار دونوں جا
وصف کے معنی ، سچ ہے میرا کہا

جیسے کہتے ہیں پالکی ہے سوڈول
پر کہار اس کے جتنے ہیں سو کو ڈول

اور مرکب بھی فارسی کی صفت
ہندی میں بولتے ہیں با کثرت

جیسے احباب تیرے ہوں دل شاد
زردرو ہو کے ہوں عدو برباد

کیوں نہ دل لوٹے تجھ پہ اے دل بر
ہو جو سج دھج میں سب سے تو بہتر

خوب رو ، نیک خو پہ ہو شیدا
جان و دل اپنا اس پہ کر تو فدا

گر وفادار ہو نہ تیرا یار
گلشن عیش کی نہ پھولے بہار

بے وفا سے نہ دل کو اپنے لگا | حاصل اس سے نہیں بغیرِ دغا
گرچہ دو چار شعر کو اس جا | تیرے نزدیک عاشقانہ پڑھا
پر مرکب کی تو کرے جو خیال | پاوے ہر ایک بیت میں تو مثال
آگے اب سنیو میں جتاتا ہوں | فائدہ کچھ نیا بتاتا ہوں

فائدہ

ہندی و فارسی سے بھی مل کر | پیدا ہوتی صفت ہے اے دل بر
بلکہ عربی و فارسی سے بھی | مل کے دو لفظ ہے صفت آئی
جیسے خوش ڈول یا کہ ہے بد ڈول | یا ہے خوش خلق یا کہ ہے بد قول
خواہ مرکب صفت ہو یا مفرد | نیک یا بد ہے ہووے ہر واحد
امثلے سب کے ہو چکے مذکور | سوچ لینا اگر ہے تجھ کو شعور
گر صفت کا مبالغہ منظور | ہووے تب لانا یار تجھ کو ضرور
لفظ '۔۔آکا' و '۔۔آک' و '۔۔یّا' کو | امر حاضر میں جب کہ واحد ہو
جیسے یہ شخص کیا لڑاکا ہے | سخت دوڑ اک اور گویّا ہے

## بیان میں اسماء متصرفہ کے

اسم کے، جس کے آخر اے دانا | حرف 'ہ' یا 'الف' ہو مقصورا
پھر جو بعد اس کے آوے کوئی حرف | معنوی میں سے یا کہ ہووے ظرف
اس کے آخر کو تب سن اے بیٹا | یائے مجہول سے بدل کرنا
متساوی ہیں اس میں سب مطلق | جامد و مصدر و صفت، مشتق
جیسے کہتے ہیں بندے کا ہے گھر | شہر دہلی میں یاں سے کوسوں پر
پانچ اشرفی تھی میرے ڈبے میں | ہو چکی صرف کھانے پینے میں
اب تو محتاج ہوں میں پیسے سے | باز آیا ہوں اپنے جینے سے
لیکن اُمید حق تعالیٰ سے | ہے سبھی کو، فلاح وہ بخشے
بھوکے پیاسے کی آب و دانے سے | ہر طرح سے خبر وہی لیوے

جینے والے کو اس نے بخشی حیات / کھانے والے کو دی خورش کی برات
اس طرح سے مثال تو سب کی / جتنی چاہے نکال لے بھائی

### نکتہ

پر ہیں الفاظ چند مستثنیٰ / جن کے آخر الف ہے مقصورا
یعنی وے ہیں دعا ، سزا و قبا / اور فضا و قضا ، بلا و غذا
اور جزا اور رضا ، تمنا ہے / پھر وفا و جفا و دنیا ہے
ان کا تانیث پر ہے استعمال / یاد رکھیو جو چاہے تو اکمال
چند الفاظ اور بھی ایسے / خارج اس قاعدے سے ہیں سن لے
جن کا تنکیر پر ہے استعمال / دیتا ہوں تجھ کو میں ہر ایک کی مثال
ان میں سے پہلا ایک لفظ خدا / پھر ہے امرا و کبتا اور لالا
بابا اور میرزا پتا سودا / اور صفا و مصفّا و داتا
بعدازاں ان سے لفظ پیدا ہے / بھول مت اس کو گر تو دانا ہے

### نکتہ

ایک مرکب اگر کرے تحصیل / دونوں اسموں سے جن میں ہو تبدیل
پھر جو بعد اس کے حرف و ظرف آوے / دونوں جز کے تئیں بدل ڈالے
ہے گی اس کی گلے کٹے سے مثال / اور بھی کتنی ہیں کرے جو خیال
الغرض حرف و ظرف سے دل بر / اسم تصریف کو تو بدلا کر
خواہ وے تقدیر میں ہوں یا مذکور / ان سے تبدیل اسم کی ہے ضرور
جیسے کہتے ہیں اپنے گھر جاؤ / اس سے آگے تم اور یہاں نہ رہو
حرف عربی و فارسی کے بھی / ہوتے اسباب صرف کے ہیں کبھی
جیسے دلی سے لے کے تا ڈھاکے / میں نے کی سیر اے مرے پیارے
یا کہے تو بغیر از کھانے / جاں نکلتی ہے اب بدن میں سے
اور اضافت کے حرف میں سے 'کا' / صرف میں اسم سا ہے اے دانا

جیسے کہتا ہے گر نہ پاؤں ٹھاؤں　　میں مسافر ہوں کس کے گھر کو جاؤں

حرف تشبیہ جتنے ہیں بھائی　　ہو ہے تصریف ان میں بھی جاری

امثلے ان کے ہیں جو پر ظاہر　　جن کے لانے میں تو نہیں قاصر

اور عدد میں سے جو صفت ہووے　　اس کے آخر میں جب کہ 'واں' آوے

اس کی تبدیل 'ویں' سے ہو حاصل　　یائے مجہول سے نہ ہو غافل

جیسے دسواں کو تو کہے دسویں　　وقت تبدیل غور کر اس میں

جو کہ ہیں اور اسم ان کے سوا　　خواہ مذکر ہوں ، یا کہ ہوں انثیٰ

یعنی آخر میں جس کے اے دانا　　ہو نہ 'ہا' و 'الف' بھی مقصورا

ان میں تبدیل کچھ نہیں ہوتی　　سن لے ہم سے مثال کچھ ان کی

جیسے مطرب ہے اور چنگ و رباب　　ساقی و ساغر و شراب و کباب

گر صفت میں کرے تو جد و کد　　دیکھ لے سرخ و زرد و نیک و بد

## بیان میں اسم مذکر کے

اسم سے جس آخر اے پیارے　　'ہائے موقوف' اور 'الف' ہووے

جانیو تو مذکر اس کے تئیں　　یہ سخن ہووے تیرے ذہن نشیں

کلیہ پر نہیں ہے یہ قانون　　میری اس بات کو نہ جان زبون

کیوں کہ الفاظ چند مستثنیٰ　　اس سے ہیں، میں ابھی ہوں کہہ دیتا

جیسے وے ہیں دعا سزا و جفا　　ہیں فضا و قضا ، بلا و غذا

پھر جزا اور رضا ، وبا و جفا　　اور تمنا ہے ، میں نے تجھ کو کہا

ذکر اس کا ہے ہو چکا مذکور　　سابقاً جس میں صرف کا ہے قصور

لیکن اس حکم میں مغایر ہیں　　اس لیے یاں کہا، وے کئی پھر میں

تو نجانے کہ ہو چکے محصور　　پر یے الفاظ چند ہیں مشہور

ڈھونڈنے میں اگر کرے تو غور　　نکلے شاید کہ لفظ کوئی اور

یہی معنے ہیں اکثر یہ کے　　کہہ دیا میں نے یاد رکھے اسے

## بیان میں تانیث کے

جانیو تو مؤنث اے بھائی
جس کے آخر میں ہوں یے حرف کئی

'ئی' و 'ین'، 'ان' و 'نی' و 'آ'، 'آنی'
پر تو معروف یا سے پڑھیو 'ئی'

بعد ازاں 'نون' و 'تا' بتایا میں
پر ہمیشہ یہ دونوں ساکن ہیں

دو ہے تقسیم اس کی کہتے ہیں
ضبط قانوں میں جو کہ رہتے ہیں

ایک حقیقی ہے دوسری کا نام
لاحقیقی رکھا ہے اے فرجام

ہوں مقابل میں جن کے حیواں سے
ایک مذکر ؛ حقیقی جان اسے

اور جو ایسا نہ ہووے اے بھائی
وہ ہے تنظیر لاحقیقی کی

## تقسیم لاحقیقی کی

لاحقیقی کی پھر ہوئی دو قسم
ہے قیاسی سماعی جس کا اسم

قاعدے پر جو مبتنیٰ ہووے
اے برادر قیاسی کہیو اسے

جیسے کہتا ہے تو کہ جس میں ہو
مثلاً 'ئی' مؤنث اس کو کہو

اور فقدانِ قاعدہ ہو جہاں
ہے سماعی کا یارو وو ہی نشاں

یعنی موقوف ہے سماعت پر
ضابطہ کا نہیں ہے کچھ وہاں اثر

جیسے کہیے کہ یہ کتاب اچھی
ہے لکھی خوب ، ہے بحرف جلی

محنتیں میری سب ہوئیں برباد
قدر میری نہ جانی ، ہے فریاد

جب سے اس کے مرے لگن ہے لگی
تب سے کچھ میرے تئیں نہیں بھاتی

بھیڑ لگتی ہے دیکھتے ہی مجھے
ہو گئے حال کچھ عجائب سے

فوج غم کی نے مجھ کو ہے گھیرا[۳۳]
اس میں کچھ بس مرا نہیں چلتا

## علامت تانیث کے تفرقے میں

قاعدہ ایک نیا بتاتا ہوں
ظلمت جہل سے چھڑاتا ہوں

جتنی تانیث کی علامت کو
تونے جانا ہے دھیان سب کریو

کیوں کہ ان میں سے بعضے اے بھائی
ہے علامت فقط حقیقی کی

اور بعضے انھوں سے ایسی ہے — لا حقیقی میں خاص آتی ہے
اور بعضے ہے ان سے اے دل بر — مشترک دونوں میں، دی میں نے خبر
گر تو تفصیل سب کی ہے چاہے — امثلے سے بیان سن ہم سے
لاحقیقی کے واسطے ہے 'تا' — 'ی' و 'نی' مشترک دونوں جا
جیسے قدرت، کتابت اور محنت — طاقت و قوت و سکت، ہمت
اور بکری و روٹی اور ہتھنی — شیرنی، یہ مثال شرکت کی
ان سوا سن لے صاحب اخلاص — ہے حقیقی کی سب علامت خاص
جیسے ناین و پنڈتاین ہے — دھوبن و دلھن و لھارن ہے
اور بھوانی و مہترانی پھر — نایکا سی کیا سخن آخر

## تنبیہ

ٹک نظر اس مقام میں واجب — تجھ پہ کرنا ہے گر تو ہے طالب
یعنی یہ ہیں علامتیں جن کی — کچھ تفاوت ہے ذات میں ان کی
جس میں تانیث جنس کی ہووے — یائے معروف و حرف 'تا' آوے
ماورا ان کے اے مرے دل بر — ہیں علم جنس کے لیے یک سر
امثلے سب کے ہو چکے مذکور — ڈھونڈ لے فرق گر[۳۵] تو رکھے شعور

## نکتہ

لاحقیقی میں جو سماعی ہیں — دو روش پر سخن میں آتی ہیں
ایک وو ہے کہ جو علامت سے — گفتگو بیچ بے نیاز آوے
جیسے یہ شال سچ کہو کس کی — غیر کی یا کہ تیرے ہے نج کی
اور اسی طرح ہیں مثال کثیر — نہیں مخفی ہے ان پہ جو ہیں خبیر
دوسری وہ کہ جز علامت کے — گفتگو میں کبھی نہیں آوے
یعنی ہے وہ کہ جس کے آخر میں — بولنے والے حرف 'تا' لاویں
سابقاً میں نے دی مثال اس کی — دھیان کر اپنے دل میں اے بھائی

## نکتہ

وزن تفعیل پر جو لفظ آوے
ریختے میں کہیں مؤنث اسے

جیسے میں نے بہت ہی کی تدبیر
حق وہی جو خدا کی ہے تقدیر

اس طرح پر قیاس تو کر لے
جتنے چاہے تو امثلے اس کے

پر ہے تعویذ اس سے مستثنیٰ
اردو والوں سے میں نے یوں ہی سنا

یا کہیں قافیے کی ہو منظور
گر رعایت ؛ ذکور لانا ضرور

سالہا جیسے میں نے کی شب گیر
اس کے دل میں کیا نہ کچھ تاثیر

## آخری

جس کے آخر میں حرف 'شین' آوے
یا کہ معروف یا سے اس کو کہے

دونوں صورت میں اس کا استعمال
کرتے تانیث پر ہیں اہلِ کمال

جیسے اس کی بہت سفارش کی
میں نے، پر کچھ واں نہ بن آئی

خرچ کم کر جو کم ہو آمدنی
تو کہا مان، سیم اور زر کی

گفتگو میں ہے پر یہ قسم اخیر
نوع اول سے کم تر و تقطیر

## آخری

جو کہ مبہم ہے اسم جنسوں سے
نر و مادہ کے حق میں اے پیارے

واسطے تفرقے کے لاتے ہیں
نر کے آخر 'الف' بتایا میں

آخر مادہ حرف 'ی' لاویں
گفتگو میں جہاں کہیں بولیں

جیسے ہرنا کی مادہ ہے ہرنی
اور مرغا کی مادہ ہے مرغی

## آخری

ہے صفت جتنی کلیاً وہ سب
تابع موصوف کے ہیں اپنے سب

یعنی موصوف جب مذکر ہو
تو مذکر صفت کو بھی کہیو

جیسے یہ مرد ہے بھلا سب سے
ڈیل اور ڈول اور ڈھب چھب سے

اور جو تانیث ہووے اے بھائی
کہیے تانیث تو صفت کو بھی

جیسے کہیے جو ہووے خوش خصلت
ہے بھلی رنڈیوں سے یہ عورت

## متفرقات

چاکر و نوکر اور خدمت گار
دوسرا لفظ کافر اے دل دار

مانس و آدمی، اسامی بھی
گن دیے تیرے تئیں میں لفظ کئی

مشترک دونوں میں ہے تم جانو[۳۶]
خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو

تفرقہ ان میں چاہے گر فی الحال
تو اضافت کے حرف سے تو نکال

یا کہ افعال اور صفت سے بھی
تفرقہ تو نکال اے بھائی

جیسے کس کا یہ مرد ہے نوکر
کسی کی نوکر یہ رنڈی یا چاکر

ہے بھلا آدمی اگر یہ مرد
تو کسی کو نہ دیوے دکھ اور درد

اور بھلی آدمی جو رنڈی ہے
ہر کسی کے وہ دل میں بھاتی ہے

اس طرح فعل کو مذکر لا
گر مذکر ہو ما صدق ان کا

اور مؤنث جو ہووے اے بھائی
فعل کو لاوے تو مؤنث بھی

باقیوں کا اسی طرح سے قیاس
اپنے دل میں تو کر لے بے وسواس[۳۷]

فارسی کا جو حاصل مصدر
ہے مؤنث تو بول اے دل بر

سترہ حرف ہیں[۳۷] تہجی میں
گفتگو میں کہیں مؤنث انھیں

ب و پ، ت، ث اور چ اور ح[۳۸]
دال اور ذال، روز و خ

طوئے، ظوئے اور واو، ہ اور یے
بول میں تو مؤنث ان کو کہے

بعضے لفظوں میں جیسے فکر و جان
کرتے ہیں اختلاف اہلِ لسان

کوئی مذکر، کوئی مؤنث انھیں
بولتا یوں ہی ہے گا باتوں میں

اس طرح اور کتنے ہیں الفاظ
مختلف فیہ گر کرے تو لحاظ[۳۹]

## بیان میں فعل کی تذکیر و تانیث کے

فعل ماضی سے جو کرے تعدید
خواہ مطلق ہو یا قریب و بعید

گفتگو میں جو بولیں اہلِ عقول
کرتے ہیں وہ رعایتِ مفعول

یعنے مفعول گر مذکر ہو
فعل تذکیر لاتے ہیں تب وو

جیسے کھانا[۴۰] ہے میں نے کھایا ابھی
پھر نہیں احتیاج کھانے کی

اور جو مفعول ان کا ہو انثیٰ
فعل ہے تب مؤنث اے دانا

جیسے میں نے جو بات تجھ کو کی
برخلاف اس کے تو نہ کر بھائی

فرق اس میں نہیں ہے اے بینا
ہووے فاعل ذکور یا انثیٰ

پر جو مفعول کی علامت کو
کرے مذکور تو سخن میں تو

فعل تذکیر تب ہے لانا ضرور
ہووے فاعل اناث یا ہو ذکور

جیسے کھایا ہے میں نے روٹی کو
در سخن کا اسی طرح کھولو

پر ہیں دو فعل اس سے مستثنیٰ
ہے مثال ان کی بولنا ، لانا

پھر جو تفصیل سب کی ہے چاہے
فعل کی بحث بیچ تو پاوے

## کیفیت استعمال مصدر کی

کبھی مصدر کو بولنا ہے روا
لفظ تانیث پر سن اے دانا

پر ہو تانیث اس کا جب مفعول
ہے زباں داں سے اس طرح منقول

جیسے جو بات کہنی مجھ کو تھی
تیرے تئیں اس گھڑی سو میں نے کہی

## بیان قلب فاعل کا

قلب فاعل جہاں کہیں ہووے
فعل میں اختلاف ہیں کرتے

اکثر اس پر ، ہیں قلب ہووے جب
کرتے ہیں تب رعایت اقرب

جیسے رنڈی تھی ، مرد ہو وہ گیا
کیا عجوبہ پھر اس سے ہووے گا

اور عدد میں سے جو صفت ہووے
حال تانیث میں جو بولیں اسے
اس کے آخر کے حرف 'واں' کے تئیں
یاء معروف سے کہیں ہیں 'ویں'

## بیاں میں حالات اسم کے

حالتیں اسم کی جو تو پوچھے
پانچ سے بیش تر نہیں پیارے
حالت فاعلی ہے ان میں سے
اول ؛ اے یار کہ دیا میں تجھے
اسم سے ہووے یار جس کے سبب
فعل صادر ، تو فاعلی کہ تب
یا کہ جس کے سبب سے ہو قائم
ذات میں اس کی فعل اے ناظم
کہیو تب بھی تو فاعلی اس کو
صفحۂ دل میں اس کو نقش کرو
جیسے خالد کو زید نے مارا
حسرتا ! خالد اس سے مر ہی گیا

## بیان میں اس کے کہ کس فعل کے فاعل میں 'نے' آتا ہے اور کس کے نہیں

دائمی کے سوا جو ہو ماضی
ہو وو لیکن ہمیشہ متعدی
ان کے فاعل کی ہے علامت 'نے'
حفظ کر اس کو اے مرے پیارے
پر ہیں دو فعل اس سے مستثنیٰ
ہے مثال ان کی بولنا ، لانا
ماورا ان کے جو کہ ہیں افعال
لازمی یا مضارع یا ہو حال
ہیں علامت سے بے نیاز ان کے
فاعل ، یہ جانو دل ربا میرے

## حالت مفعولی کے بیان میں

دوسری ان میں سے ہے مفعولی
بحث میں رکھیو اس کے مشغولی
اسم مفعول ہووے جس کے سبب
اس کا مفعولی رکھا نام و لقب
اس کی پہچان کی علامت کو
پوچھے گر تو ، تو ہے کتنیں اور کو
یائے مجہول تیسری ان سے
پر ہے کچھ فرق میں بتاؤں تجھے
حسب الحاق پہلی دونوں عام
ہیں بہر اسم اے مبارک نام

اسم ظاہر ہو یا کہ ہووے ضمیر — خواہ موصول، صاحب تدبیر
اسم اشارہ ہو یا کہ استفہام — آتے ہیں پہلی دونوں سب میں تمام
جیسے مارا ہے میں نے زید کتئیں — عمر کو اتّہام دیوے تئیں
اس کو یا اس کتئیں تو گھر سے نکال — کرتے ہیں دونوں روز جنگ وجدال
جس کو یا جس کتئیں بلایا تھا — آپ نے ؛ سو حضور ہے آیا
غیر ظاہر کے باقیوں میں اخیر — آتی ہے، یاد رکھیو 'یا'[۴۱] تنظیر
جیسے کہتا ہے تو اسے یا اِسے — اسم موصول میں کہے تو جسے
پھر جو مفعول سے ہو استفہام — تو کسے کہیو اے مبارک نام
ان کی جمعوں میں اے مرے پیارے — یائے مجہول اسی طرح لاوے
ہے روا گفتگو میں اے دانا — حذف مفعول کی علامت کا
جیسے کہیے کہ کوئی ہے اس جا — کہیو سائیس کو کہ گھوڑا لا
یعنی گھوڑے کو جلد لاوے حضور[۴۲] — ہم کو ہونا سوار ہے منظور
پر جو ہوں جمع یار دو مفعول — خواہ موصول آویں یا مفصول
حذف تب ہے ضرور ثانی سے — جیسے تو زید کو دے کچھ پیسے
ہو جو مفعول فعل جعلی کا — 'سے' کو لاتے کہیں ہیں 'کو' کی جا
کی ملاقات میں نے ہے اس سے — لے نظیر اس کی یہ اگر چاہے
اور کہیں کو و سے میں تو مختار — ہے؛ جسے چاہے، لاوے اے دل دار
پر ہے کچھ فرق یعنی اس کے سبب — اس کے مفعول میں ہے آوے جب
متعدی ہو تب بہ دو مفعول — بوجھتے ہیں یہ فرق اہلِ عقول
جیسے میں نے بیان اس سے کیا — اس طرح سے کہ کچھ نہیں چھوٹا

## حالت اضافی کے بیان میں

تیسری حالتِ اضافی ہے — بتصوّر دو شے سے آتی ہے
یعنی نسبت وہ ہے جو لفظوں میں — اس لیے ہیں اضافت اس کو کہیں

جس سے نسبت کرے مضاف ہے وہ — سوچ اور چھوڑا سے گزاف ہے وہ
اور نسبت کریں طرف جس کی — نام اس کا مضاف الیہ بھائی

## نکتہ

اصل اضافت کی ہے وہ ہندی میں — کہ مقدم مضاف الیہ کو کریں
اور مؤخر کریں مضاف کتنیں — وقت ترکیب کے، سنایا میں
جیسے خالد کا گھر مجھے تو بتا — میرے تیں ہے ضرور وہاں جانا
عکس بھی اس کا جائز اے دل دار — ہے ؛ فراموش تو نہ کر زنہار
سن علامت ہیں تین اضافت کی — بحث میں ان کی ہے لگانا جی
'کا' ہے مفرد کی گر مذکر ہو — جمع کی، اس کی، جان تو 'کے' کو
'کی' ہے تانیث کی عموماً یار — مفرد و جمع میں کرے ہے گذار
تفرقہ ایک میں بتاؤں معقول — جمع تذکیر میں ہے یا مجہول
اور معروف ہے، مؤنث میں — اس طرح گفتگو میں ہیں بولیں
پر ہے ان میں سے حرف کا دل بر — متصرف بحرف و ظرف اکثر
یا کہ بعد اس کے ہوں یہ چار الفاظ — تجھ کو واجب ہے ان پہ کرنا لحاظ
ایک لفظ ان میں سے 'مطابق' ہے — دوسرا ان میں سے 'موافق' ہے
تیسرا لفظ 'ساتھ' اور چوتھا — ہے 'برابر'، نہ میں نے اور سنا

## اضافت کے فائدے میں

جب اضافت کی ہووے ہے تنصیص — آتی ہے تب مضاف میں تخصیص
کیوں کہ مطلق کو جب کہ قید لگے — اس کی تعمیم میں خصوص آوے
جیسے موصوف کو[۴۳] صفت سے کبھی — ہوتی تخصیص حاصل اے بھائی
کلیہ پر یہ قاعدہ ہے بندھا — فایدہ قید کا خصوص ہوا
ورنہ پھر مطلق و مقیّد یار — متفارق کبھی نہ ہوں زنہار
جب اضافت کا رُتبۂ تقئید — ہے وہ تخصیص کا بھی ہو ہے مفید

یعنی کر دیوے کم شراکت سے
دائماً وہ مضاف کو پیارے

جیسے یہ گھر ہے مرد کا یعنی
کچھ تعلق نہ اس کا عورت سے

یا کہ ابہام کو کرے ہے دور
حفظ میں اس کے تو نہ کریو قصور

جیسے سونے کی یہ صراحی ہے
یعنی ہرگز نہیں یہ مس کی ہے

اس طرح اس کے امثلے و نظیر
آتے ہیں گفت و گو میں یا کثیر

## لفظ آپ کی اضافت میں

آپ کے لفظ میں سن اے خوش خو
گفت و گو میں مضاف الیہ جو ہو

جاری ہوتے دو قاعدے ہیں مدام
ورد کرنا ہے جن کو صبح اور شام

ایک وہ ہے کہ جس کے آخر میں
'کا' و 'کے' اور 'کی' کو ہیں لاویں

جیسے ہے آپ کا اولیٰ آخر
دوسرا لفظ 'نا' کو اے ناظر

اس کے آخر میں ہر محاورہ دان
وصل کرتا ہے اے مرے جانان

پر ہے کچھ فرق ان میں یاد رکھو
کشف کرتا ہوں تجھ پہ میں جس کو

کہ خطاب اوراشارے میں ہے 'کا'
'نا' ضمیروں میں عام ہے ہر جا

امثلے میں نے جو کیے مذکور
فرق لے ڈھونڈ کے جو رکھے شعور

## حالت ظرفیت کے بیان میں

حالت ظرفیہ ہے چوتھی کا
نام ؛ تعریف اس کی سن لینا

اسم مصداق ہووے جس کے لیے
ظرف کا ؛ ظرفیہ تو کہیو اسے

اس کی دو قسمیں اولیٰ جاناں
ہے مکاں و زماں ، دیا میں نشاں

پھر ہر ایک کی دو قسم ہے ہم دم
ایک محدود ، دوسری مبہم

ہے وہ محدود جو معین ہو
مسجد و گھر مثال اس کی لو

برخلاف اس کے جان مبہم کو
یعنی تحدید جس میں جاری نہ ہو

اس کی تمثیل میں جگہ اور ٹھاؤں
کہ دیا ، یاد کر جو نکلے ناؤں

اس طرح سے زمان مبہم کی
وقت و ساعت مثال لے بھائی

اور محدود کی مہیّا دن
گہ دیا، حفظ کر تو رات اور دن

ظرف کی ہے علامت اے دل بر
لفظ 'میں' اور 'بیچ' باور کر

اور 'کو' بھی مجازاً اے پیارے
واسطے ظرفیہ کے ہے آوے

کہیں مذکور اس کو کرتے ہیں
کہیں تقدیر میں نہ بھولے تئیں

جیسے تم گھر میں یا کہ گھر کو جاؤ
باقیوں کو اسی طرح جانو

## حالت ندائی کے بیان میں

ہے ندائی کی حالت ان میں سے
پانچویں یاد رکھیو اے پیارے

اسم جس کے سبب منادیٰ ہو
تم ندائی کی حالت اس کو کہو

آٹھ ہندی میں ہیں ندا کے حروف
تم پہ کرتا ہوں یک بیک مکشوف

او، اجی، ہوت، اور ارے، اور رے
بعدازاں ہے ابے و بے اور اے

## تنبیہ

او، ارے، اور اے، اجی و ابے
سب منادیٰ کے آتے ہیں پہلے

رے و بے، ہوت خاص آخر کو
ہیں مری جان، جی لگا کے سنو

پر ارے، اور ابے وبے و رے
آتے ہیں واسطے حقارت کے

عربی سے بھی جانو حرفِ ندا
بولے ہیں اہلِ ہند، اے اور یا

خواہ اوّل میں آویں یا آخر
حذف ان کا بھی ہے روا دل بر

## بیان میں جمع کے

اسم سے جو ہو یا صفت میں سے
گر نہ تبدیل اس میں کچھ ہووے

جمعٔ تذکیر کے لیے اس کی
حالت فاعلی میں اے بھائی

کچھ علامت نہیں مقرر ہے
یاد رکھ تیرے تئیں یہ بہتر ہے

جیسے لڑنے ہزار مرد گئے
دیکھیے اب خدا ہے کیا چاہے

ساقی مجلس میں آن کر بیٹھے
آویں گردش میں کوئی دم پیالے

پر نکالیں ہیں جمعیت اس کی
مگر آوے ہے جس کے پیچھے 'نے'
جیسے مردوں نے یہ لڑائی کی
ساقیوں نے پلائی ایسی مے
اور مؤنث جو ہووے ان میں سے
جمع کی اس کی تب علامت یار
حالت فاعلی میں یاد رکھو
ایسی جمعوں کا نام اے بھائی
جیسے تو نے پڑھیں کتابیں گے
عورتیں گو کہ خوب صورت ہیں
تیری باتیں ہیں مصریوں کی ڈلی
اس طرح ان کے امثلے و نظیر
لیکن آخر میں جس کے ہووے 'ی'
ہے علامت یقین الف اور نوں
جیسے روٹی کی جمع میں جاناں
پر ندائی میں مطلقاً جو ہو
جیسے کہتا ہے تو کہ اے لوگو
لڑکیو چپ رہو نہ اتنا رو
گر شرارت کرو گے تم لڑکو
خواہ اضافی ہوں یا کہ ہو ظرفی
ان میں اسماء غیر متبدل
یا و نوں ان کے لا تو آخر کو
یا کہ ہو حرف معنوی کا گذار

فعل کی جمع سے سن اے بھائی
واو و نون ہے علامت اس کے لیے
بہہ چلی کھیت میں ندی خوں کی
غیر مستی نہ سوجھے ہے کچھ شے
جس کے آخر نہ حرف 'ی' آوے
یا و نوں ہے، میں کر دیا اظہار
میری یہ بات، تم پھر آگے چلو
فاعلی ہے، برائے مفعولی
کس کا، کس کا، بیاں ان میں ہے
پر وفا گر نہیں تو مورت ہیں
دل مرا کیوں لبھے نہ اے جانی
ڈھونڈنے سے ملیں گے تجھ کو کثیر
فاعلی: پیچ جمع کی اس کی
دل سے سنیو جو کچھ میں کہتا ہوں
روٹیاں بولتے ہیں اہلِ زباں
واو مجہول جمع میں لاؤ
داد میں میری تم ذرا پہنچو
یہ مٹھائی دھری ہے آکے لو
پیٹ ڈالوں گا آ کے یاد رکھو
حالتیں یا کہ ہوویں مفعولی
کی ہو گر جمع تو سن اے عاقل
خواہ مذکر ہوں یا مؤنث دو
ان کی جمعوں کے بعد اے دل دار

حکم مذکور میں ہیں سب یکساں
کہتے ہیں اس طرح سے اہلِ لساں

جیسے مردوں کا یا کتابوں کا
ساقیوں کا ہے یا کہ زردوں کا

یا کہ مردوں میں یا کتابوں میں
ساقیوں میں ہے یا کہ زردوں میں

یا کہ مردوں کو یا کتابوں کو
ساقیوں کو ہے یا کہ زردوں کو

یا کتابوں سے یا کہ مردوں سے
ساقیوں سے ہے یا کہ زردوں سے

### تنبیہ

دوسرا یا کہ تیسرا بے شک
جس کسی اسم کا ہے متحرک

جمع کے وقت اس کی وہ حرکت
حذف ہوتی ہے یار باکثرت

جیسے برسوں گذر گئے دل بر
روتے ہم کو؛ پہ تو نے لی نہ خبر

چاکروں نوکروں سے بھی گاہے
حال میرا نہیں ہے تو پوچھے

## اسم متبدل کی جمع میں

اسم کی جس سے ہووے ہے تبدیل
اس کی اب جمع کی بتاؤں دلیل

فاعلی میں بغیر 'نے' کے جو ہو
یاء مجہول جمع میں لاؤ

حرف آخر سے پر بدل یہ 'یا'
ہے اسی طرح بعضوں نے ہے کہا

جیسے کہیے کہ بندے اور گھوڑے
تھے کسی وقت پاس بھی میرے

گر ہو مفعول ایسی جمع کبھی
کو، کہیں سے بھی ہووے وہ خالی

حکم مذکور میں تب یکساں ہے
سمجھے ہے اس کو جو کہ انساں ہے

جیسے کھانے مزے کے پکوائے
آپ نے کھایا، جی نہ کیوں چاہے

کیسے درزی نے ہیں سیئے کپڑے
دل میں ہر گز نہیں مرے بھائے

پھر جو 'کو' اور 'کتئیں' ہو اس کے بعد
یا کوئی حرف معنوی اے سعد

ایسی جمعوں کی تب علامت جان
واوٴ و نوں کو پہ غنّے سے ہے ندان

جیسے لڑکوں نے ہے غلاموں کو
مارا پر ان کو کچھ نہ کہو

## متفرقات

جب کوئی اسم ہو پر اسم عدد
خواہ فاعل ہو یا کہ ہو مفعول
جیسے آئے تھے چار مرد یہاں
یا کہ مارا ہے چار مرد کتنیں
اس طرح امثلے بنا لینا

جمع کی احتیاج نہ ہووے تد
رکھے اس حکم میں ہیں دونوں شمول
کرتے کچھ تھے عجوبہ نقل یہاں
کہیو مفعول میں ہمیشہ تیں
دل میں اپنے قیاس ہو جتنا

## آخری

اسم ظرف اور یار اسم عدد
یعنے ہووے عدد سے حصر مفاد
لیکن اس میں احاد اور عشرات
اور لاکھ اور کروڑ جو ہووے
جیسے تینوں ہیں ، چاروں ، تا آخر
سیکڑوں اور ہزاروں ، لاکھوں ہیں
اور ہوتا ہے اسم ظرف مدام
جیسے میں نے تجھے مہینوں سے

جمع ہوں واؤ و نوں سے جانو تد
حفظ سے جس کے ہووے تو دل شاد
ہیں فقط خاص پر الوف ، مأت
تب وے کثرت پہ دال ہیں ہوتے
یا دسوں بیسوں تیسوں تا آخر
امثلے یاد رکھ کروڑوں ہیں
دال کثرت پہ صرف اے خوش نام
بلکہ برسوں سے ڈھونڈا ہے پیارے

## تنبیہ

جمع ہندی کبھی ہے اے دل بر
ہے مثال اس کی باتاں اور راتاں
اور کبھی فارسی و عربی کی
بولتے ہیں ہمیشہ اہلِ زبان
جیسے کہتے ہیں سالہا ہم نے
گر مغاں بادہ ایسا ہم کو پلائیں

فارسی کے طریق کے اوپر
یاد کر لے بتایا میں نے نشاں
جمع کو ریختے میں اے بھائی
واقف اس سے ہے ہر محاورہ دان
رو گنوائے ہیں عشق میں تیرے
کیفی ہم پل میں پھر نہ کیوں ہو جائیں

چال اشراف کی جو سیکھو گے — عزت اپنی ہمیشہ پاؤ گے
اصل میں اپنی جو کہ ہیں نجبا — ان سے ہر گز کبھی نہ ہووے خطا
کریو فضلا کی بھائی تو تعظیم — بات کرنا ہے ان سے با تکریم
کیوں کہ علما ہیں دین کے ارکان — ان کی تعظیم میں سعادت جان
اس طرح جتنے امثلے چاہے — اپنے جی میں خیال تو کر لے

## آخری

جمع عربی و فارسی میں کبھی — لاتے ہیں گے علامت ہندی
ہے مثال اس کی یار احکاموں — اس طرح سے کہے تو علماؤں
پر فصاحت کی حد میں ہے داخل — نہیں کہتے ہیں جو کہ ہیں کامل

## بیان میں اسم تصغیر کے

گر تو تصغیر اسم کی چاہے — اس کے آخر میں یا،الف لاوے[۴۴]
ہے مثال اس کی کھٹیا و ہنڈیا — اس طرح سے ہے ڈبیا و گھنڈیا
اور کبھی حرف 'ڑی' کو لاتے ہیں — اسم تصغیر جب بناتے ہیں
جیسے انکھڑی ، پلنگڑی اے بھائی — ہے اسی طرح سے مثال اس کی
پر ہے یہ قسم شاذ اوّل سے — اس کی افراد گر تتبع کرے
اور کبھی حرف وا سے بھی دل بر — اسم تصغیر تو بنایا کر
جیسے بٹوا ، چھکروا اس کی مثال — چاہے گر تو بنا لے اے خوش حال
ہے اشذالشذوذ یہ سب سے — گر تفحص کرے تو اے پیارے

## فعل کی جمع میں

متعدی جو ہو قریب و بعید — جمع کرنے میں اس کی سن اے سعید
کرتے ہیں گے رعایت مفعول — یاد کر لے ہے قاعدہ معقول
یعنی مفعول جمع گر ہووے — فعل کو تب تو جمع سے بولے

کچھ نہیں فرق اس میں اے جاہد — خواہ فاعل ہو جمع یا مفرد
جیسے پیالے شراب کے پیارے — ساقی یا ساقیوں نے لا کے دھرے
اور جو مفعول ہووے مفرد پر — فعل مفرد تو بولیو دل بر
جیسے گھوڑا ہے زید نے بیچا — چار شخصوں نے اس کا مول کیا
پر جو مفعول میں علامت ہو — فعل واحد ہے تب یہ یاد رکھو
خواہ وہ مفعول جمع پر ہووے — یا کہ مفرد ہو اے مرے پیارے
جیسے پیالے کو یا پیالوں کو — ساقیوں نے رکھا ہے آ کر لو
اور جو تحقیق چاہے تو اس کی — فعل کی بحث میں لگا اب جی

## فعل کی بحث میں

فعل اس کو کہیں کہ جو ہو دال — ایک معنے پہ حسب استقلال
اس دلالت میں یعنی اے بھائی — نہ ہو محتاج دوسرے کا کبھی
تین میں سے کسی زمانے پر — مشتمل بھی وہ ہووے اے دل بر
ایک ماضی ہے، دوسرا ہے حال — تیسرا ان کا ہے گا استقبال
اس لیے پہلے کرتے ہیں بھائی — حال تقسیم تین قسم اس کی
ماضی وہ ہے کہ جو گزشتے پر — ہے دلالت کرے تو باور کر
جیسے مارا ہے میں نے یا ہم نے — ماضی کی ہے مثال یاد رکھے
جو کہ موجود پر زمانے سے — دال ہوتا ہے، حال کہیو اسے
جیسے تو مارتا ہے اب فی الحال — یا کہ تم مارتے ہو اس کی مثال
اور زمانے سے جو کہ آوے گا — اس کے اوپر جو دال ہووے گا
اس کو کہتے ہیں یار مستقبل — بوجھ لینا اگر تو ہے عاقل
جیسے مارے گا یا کہ ماریں گے — وہ یا وے؛ ہیں یہ امثلے اس کے
پھر اسی قسم کو دو قسم کیا — نام ہر ایک کا جدا جدا ہے رکھا
قسم ثالث سے یعنی اے دل بر — دال ہو جو طلب کے معنے پر

امر اس فعل کا رکھا ہے نام — یاد کر لے، بر آوے تیرا کام
جیسے تو مار یا کہ مارو تم — ہیں مثال امر کی ، یہ سن لو تم
اور جو ہو دال منع کے اوپر — نہی ہے نام اس کا اے دل بر
جیسے مت مار یا نہ مارو تم — ہے نظیر اس کی تو نہ کریو گم

## فعل ماضی کی بنا میں

فعل ماضی کی گر بنا پوچھے — قاعدہ اس کا اس طرح سن لے
پہلے مصدر کی تو علامت کو — حذف کر بعد اس کے اے خوش خو
آخر مابقی میں کر تو نظر — ہے صحیح یا علیل اے دل بر
گر صحیح ہووے تو الف کو لا — بعد آخر ہمیشہ ؛ مان کہا
لفظ مفرد میں اے مرے پیارے — یاء مجہول ، جمع میں لاوے
جیسے بولا وہ یا کہ وے بولے — مفرد و جمع میں ہمیشہ کہے
لیکن اس حکم سے اے نکتہ شناس — ہیں گے مصدر دو برخلاف قیاس
ایک کرنا ہے ، دوسرا مرنا — منحرف اس بنا سے ہے چلتا
اس کا تنبیہ میں سبب پیارے — دوں گا بتلا کے گر خدا چاہے
گر ہو آخر علیل اے بھائی — 'یاالف' ہے علامت ماضی
لفظ وحدان میں پھر آگے سنو — یاء مجہول جمع میں لاؤ
جیسے آیا وہ یا کہ وہ آئے — مفرد و جمع میں ہمیشہ کہے
پرہے اس قاعدے سے یک مصدر — برخلاف قیاس اے دل بر
جیسے ہونا سے گر کرے مشتق — صیغۂ ماضی ہے ہوا برحق
لیکن اس کا قیاس 'ہویا' ہے — جس طرح رویا یا کہ بویا ہے

رمز

جان اک رمز ہے یہاں پنہاں — جس کو کر دوں میں تیرے پاس بیاں
یعنی مصدر اگر ہو متعدی — اس سے مشتق جو ہووے ہے ماضی

مطلق ہو یا قریب ہو یا بعید
جب کہ مفعول اس کا ہووے مزید

ہے بہر جا علامت مفرد
خواہ ہو جمع ؛ خواہ ہو واحد

جیسے مارا ہے زید کو اس نے
یا کہ مارا انھوں نے اے پیارے

اس نے بیچا ہے شب کو یک گھوڑا
تیز رو یا انھوں نے ہے بیچا

پر ہیں دو فعل اس سے مستثنیٰ
اسم کی بحث میں جنھیں ہے کہا

اور جو مفعول جمع پر ہووے
پر علامت سے[۴۵] خالی گر ہووے

جمع ہے برخلاف مفرد کے
اس میں مجہول یا تو لا یعنے

کلیاً ہے یہ قاعدہ جاری
غور کر دل میں اے مرے بھائی

جیسے دیکھے ہیں ہم نے وے گھوڑے
جن کی تعریف کہ نہیں سکتے

پھر جو مفعول کی علامت کو
کرے مذکور تو سخن میں تو

جمع کو رد کریں تب اے بھائی
سوئے مفرد ؛ اگر مثال اس کی

چاہے تو ؛ یار مجھ سے سن لینا
جیسے گھوڑوں کو ہم نے مول لیا

### تنبیہ

ہے تحیّر ہمیں دو مصدر میں
جب کہ ماضی کو مشتق ان سے کریں

قاعدے پر بنا کے وے جاری
نہیں ہوتے ہیں اے مرے بھائی

جیسے کرنا سے یا کہ مرنا سے
لفظ ماضی کی گر بنا تو کرے

اصل قانوں پہ اس کے اے دانا
چاہیے کہ کرا ہو اور مرا

پر ہیں اوّل میں یار کہتے کیا
اور ثانی میں بولتے ہیں موا[۴۶]

سبب اس کا اگرچہ میرے تئیں
بہ تیقّن سمجھ میں آیا نہیں

کیوں کہ یھاں جب قیاس کرتا ہوں
ہو ہے منتج نتیجہ مظنوں

ہیں مردّد مقدمات قیاس
فکر کر ان میں گر ہے نکتہ شناس

یعنی دو حال سے نہیں خالی
اصل ان کی ہے جانیو بھائی

یا صحیح الآخر یا ہے علیل
اس میں کچھ اور نہیں ہے قال و قیل

گر ہو ثانی سے مشتق اے دل بر
کینا، مونا تو یار باور کر

تب موافق قیاس کے ہے کیا
اور موا برخلاف اس کے ہوا

کیوں کہ چاہیے کہ یا الف ہووے
اس کے آخر میں گر لحاظ کرے

یا کہ مشتق ہے یار اول سے
اصل ہے کرنا ، مرنا تو جانے

ہے کیا 'را' کو برخلاف قیاس
اصل اول میں سن اے نکتہ شناس

حرف یا سے بدل ؛ و ثانی میں
واو سے پھر کیا ، موا بولیں

بعدازاں واسطے مناسب کے
فتح ماقبل کو سن اے پیارے

کسرہ ،ضم سے کیا ہے متبدل[۴۷]
حفظ کی چشم سے نہ کر اوجھل

## فعل حال کی بنا میں

گر تو چاہے کہ فعل حال بنائے
پہلے مصدر سے تو علم کو گرائے

بعدازاں حال کی علامت کو
آخر مابقیٰ میں ضم کریو

یعنی 'تا ہے' و 'تے ہیں' اور 'تے ہو'
'تی ہے'، 'تیں ہیں'، 'تیں ہو' اے نیکو

بعدازاں 'تا ہوں' ، 'تی ہوں' یاد رکھو
غافل اس بات سے کبھی تو نہ ہو

ہووے فاعل جو مفرد اے طالب
خواہ حاضر ہو یا کہ ہو غایب

لفظ 'تا ہے' علم ہے دونوں جا
بشراکت ولے مذکر کا

جمع غایب و جمع متکلّم
کے لیے لفظ 'تے ہیں' ہے دایم

پر ہو تذکیر یار گر فاعل
قاعدہ دوں ہی ہے ، تو سنیو بدل

جمع غایب اگر مؤنث ہو
لفظ 'تیں ہیں' علامت اے خوش خو

ہووے فاعل جو واحد انثیٰ
خواہ غایب یا حاضر اے دانا

لفظ 'تی ہے' علم ہے دونوں جا
بشراکت ، تو مان میرا کہا

جمع تانیث ہو مخاطب گر
لفظ 'تیں ہو' علامت اس کی کر

متکلّم فقط مذکر ہو
گر علامت تو جان 'تا ہوں' کو

اور مؤنث میں اس کے اے دل بر
لفظ 'تی ہوں' علم ہے باور کر

## بیان امثلے کا

جیسے تو یا کہ وہ یہ کرتا ہے
پر کسی سے نہیں وہ ڈرتا ہے
ہم یا وے اب [۴۸] یہاں سے جاتے ہیں
بعبث دکھ یہاں اٹھاتے ہیں
تم کہاں میرے گھر کو آتے ہو
پر ادھر سے ہمیشہ جاتے ہو
تو یا وہ کرتی ہے یہاں کیا کام
رکھ اسی طرز پر بناء کلام
کیا وے [۴۹] کرتی ہیں کام بیٹھیں یہاں
روکو مت انھ کو جائیں چاہے جہاں
تم مرے یاں کہاں سے آتیں ہو
سچ بتاؤ نہ جھوٹھ ہم سے کہو
میں ہمیشہ یہ کام کرتا ہوں
یا کہ کرتی ہوں دل میں جو سمجھوں
جمع تانیث مطلقاً میں روا
ہے علامت سے ڈالنا نوں کا
تو مثال اس کی لے بنا پیارے
ما سبق سے اگر وقوف رکھے

## فعل مستقبل کی بنا میں

گر بناوے تو فعل مستقبل
لفظ مصدر سے اس کو کر حاصل
بعدِ حذفِ علامتِ مصدر
آخر مابقی میں اے دل بر
ضم کرے تو علامت استقبال
کی ؛ تجھے میں نے کہ دیا احوال
یعنی 'یگا' و 'ینگے' و 'وگے'
بعدازاں 'ینگی'، 'ویںنگی' ہے پیارے
پھر ہے 'اوگی' و 'اونگا'، 'اونگی'
آٹھ علامت یے ہیں سن اے بھائی
پر ہے مفرد میں گر مذکر ہو
مشترک لفظ 'یگا' یاد رکھو
خواہ وہ غایب ہو یا کہ ہو حاضر
دونوں صیغوں میں ووہی ہے دل بر
جمع غایب و جمع متکلّم
کے لیے لفظ 'ینگے' ہے دائم
پر بشرطے کہ وہ مذکر ہو
قاعدہ اس کا یہ ہے یاد رکھو
جو مخاطب کی جمع ہو تذکیر
ہے علم اس کا 'اوگے' سن اے خبیر
گر مؤنث ہو واحد اے ناظر
خواہ غائب ہو یا کہ ہو حاضر
لفظ 'ینگی' علامت اس کی ہے
اشتراکا سمجھ میں کریو ہے

جمع انثیٰ میں ہے بشرط حضور
لفظ 'اوگی' علم اے اہلِ شعور

جو مؤنث کی جمع غایب ہو
کر علامت تو لفظ 'ینگی' کو

ہو جو واحد مذکر اے دانا
متکلّم تو ہے علم اس کا

لفظ 'ونگا' بتایا بے کم و کاست
میری اس بات کو تو سمجھے راست

اور مؤنث میں اس کے اے بھائی
گر ہے مفرد تو ہے علم 'ونگی'

## بیان امثلے کا

جیسے تو یا کہ وہ کرے گا کیا
کچھ نہیں کام ہے نظر آتا

ہم یا وے اب کریں گے یہ کام
ہوویں خوش نام اس میں یا بدنام

تم کہاں میرے گھر کو آؤ گے
پر ادھر سے ہمیشہ جاؤ گے

تو یا وہ کیا کرے گی بیٹھی یہاں
چل تو یا وہ چلے بتاؤں جہاں

کیا کریں گی وہ رنڈیاں میرا
میں نے کچھ تو نہیں کیا ان کا

تم میرے گھر میں سچ کب آؤ گی
بن تمھارے نہیں ہے کچھ بھاتی

میں کروں گا و یا کروں گی میں
امثلے سب کے سب یہی سب ہیں

## بنامیں امر حاضر کی

امر حاضر بنا مرے دل بر
بعدِ حذفِ علامتِ مصدر

جس قدر بعد حذف باقی رہے
واحد امر حاضر اس کو کہے

جمع میں اس کی دل ربا میرے
واؤ مجہول بے گماں لاوے

کچھ نہیں فرق اس میں یاد رکھو
خواہ مذکر ہو یا مؤنث وو

جیسے تو مار یا کہ تم مارو
رنڈی و مرد میں ہمیشہ کہو

## امر غایب کی بنامیں

امر غایب اگر بناوے تو
قاعدہ اس کاہم سے سن لے تو

یاء مجہول لاوے اے ناظر
آخرِ امرِ واحدِ حاضر

اس سے پیدا ہو امر واحد غیب / جمع ہووے بحرف 'ئیں' بے ریب
جیسے مارے وہ یا کہ وے ماریں / واحد و جمع میں ہمیشہ کہیں

## نہی کی بنا میں

گر تو چاہے کہ فعل نہی بنائے / اول امر لفظ مت کو لائے
یا کہ لاوے تو لفظ نہ کو کبھی / نہی ہوتی ہے حاصل اس سے بھی
جیسے مت مار یا کہ مت مارے / حاضر و غیب کی مثال ہیں یے
اس طرح سے تو لفظ نہ کو لا / اول امر و یار نہی بنا
کہیں لاتے ہیں لفظ مت جاناں / طرف آخر کو جانو اہلِ لساں
جیسے کہتے ہیں مار مت اس کو / کہہ دیا میں نے آگے تم جانو
اس میں بھی مثل امر اے جاناں / رنڈی و مرد دونوں ہیں یکساں

## بیان مضارع کا

گر مضارع کا تو سوال کرے / غایب امر پر خیال کرے
امر غایب کے یعنی صیغوں پر / ہیں مضارع کے صیغے اے دل بر
ہے مضارع میں یار بعضی جا / حذف و تزئید گفتگو میں روا
یعنی اس میں سے جس کا حرف اخیر / ہو علیل اے نکو خصال و خبیر
ہے علامت کے آگے اس کی روا / واو کا ازدیا و کلیا
جیسے ہووے و رووے دھووے ہے / یا کہے تو کہ سووے کھووے ہے
آوے، جاوے ہے لاوے اور کھاوے / یا کہے تو کہ دھاوے اور پاوے
پیوے، جیوے وسیوے، دیوے ہے / یا کہے تو کہ کھیوے[51] لیوے ہے
کیوں کہ ہے اصل ہوے، روے ودھوے / سووے کھووے کی اصل سوے وکھوے
آوے جاوے کی جان آے وجاے / اس پہ باقی سمجھ اے صاحب راے
لیکن ان میں سے خاص ہوے میں سے / حذف یا ہے روا مرے پیارے
جیسے ہو اور ہوں ہے تا آخر / یاد رکھیو تو اے مرے دل بر

ماورا میں یہ قاعدہ جاری — نہیں کرتے ہیں یار جانو کبھی
امر غایب ہے جب مضارع کا — ماخذ اس میں یہ قاعدہ ہے روا

## نفی کی بنا میں

میں نے جو کچھ کہ تجھ سے کی بخشیں — فعل مثبت کی تھیں وہ تصریفیں
گر تو چاہے کہ فعل نفی بنائے — نفی کی تو علامت ان پر لائے
دو علامت ہیں نفی کی بھائی — فعل مثبت ہو جن سے ہے منفی
ایک 'نہیں' ان سے دوسری ہے 'نہ' — ماورا ان کے اور نہیں ہے مہ
پر 'نہیں' یار اول و آخر — فعل کے آوے ہے تو باور کر
اور اول میں حرف 'نہ' مخصوص — گفتگو میں وہ ہووے جب منصوص
مشترک اس میں ہیں گے نیک خصال — ماضی و حال اور استقبال
پر فصاحت کی حد سے ہے باہر — حال میں حرف 'نہ' جو ہو صادر
جیسے میں نے اسے نہیں مارا — یا کہ مارا نہیں اسے ابدا
اور نہیں مارتا ہے اس کو یقیں — یا کہ بولے تو مارتا ہی نہیں
میں نہیں یار اس کو ماروں گا — یا کہ ماروں گا میں نہیں اصلا
اور صیغوں میں بھی تو اس کے سوا — اس طرح سے کہا کرے جانا
گر میں لاؤں مثال یہاں سب کی — طول ہووے یہ مختصر میری

## تقسیم میں مطلق فعل ماضی کی

فعل ماضی پہ گر نظر تو کرے — منقسم آٹھ قسم پر ہووے
ایک مطلق و دوسری ہے قریب — تیسری ہے بعید اے میرے حبیب
چوتھی ان میں سے مستمر ماضی — پانچویں ماضی جان متشکی
متمنّی ان میں سے چھٹی ہے گی[۵۲] — ساتویں قسم ماضیٔ شرطی
ماضی معطوفہ آٹھویں ان سے — یاد رکھیو یہ کہہ دیا میں نے
مطلق ماضی کہتے ہیں اس کو — جو کہ تقیید سے معرا ہو

جیسے میں آیا اور ہم آئے
تا بہ آخر اسی روش بولے

اور مقیّد بلفظ ہے ، جو ہو
ہے قریب اس کا نام اے خوش خو

جیسے کہتا ہے تو کہ آیا ہے
یا گیا ہے وہ یا کہ بیٹھا ہے

اور جس میں کہ لفظ 'تھا' آوے
اس کو تو ماضیٔ بعید کہے

جیسے آیا تھا یا کہ کھایا تھا
لے اسی طرح سے مثال بنا

لفظ 'تاتھا' سے ہووے جو ماضی
مستمر نام اس کا رکھ بھائی

جیسے آتا تھا یا کہ جاتا تھا
ہیں مثال اس کی یاد رکھ جانا

متشکّی کی گر بنا پوچھے
ضابطہ اس کا میں بتاؤں تجھے

لفظ ہونا سے سنیو اے سایل
کرے مشتق تو پہلے مستقبل

بعدازاں یار اس کے صیغوں کو
حسب تصریف لاوے اے خوش خو

آخر ماضی جب کہ ہو مطلق
یاد رکھیو ہے ضابطہ برحق

یعنی مفرد میں لاوے مفرد کو
جمع میں جمع تم پھر آگے سنو

بمذکر، مذکر اے دانا
بمونث ، اناث یعنے لا

غیب غایب میں اور خطاب ، خطاب
کہہ دیا میں نے یاد کر لے شتاب

آیا ہو گا وہ جیسے ، تا آخر
اس کی تصریف ہے مرے دل بر

متمنّی کی گر بنا تو کرے
امر حاضر میں حرف 'تا' لاوے

جیسے مجھ پاس کاش یار آتا
زندگانی کا میں مزا پاتا

یاد رکھیو تو اے مرے بھائی
لفظ شرطی ہے مثل متمنّی

شرط کے حرف سے ہے پر مخلوط
گفتگو میں ہو جب کہ وہ مربوط

ہو مقدم وہ حرف شرط و یا
ہو مؤخر تو مان میرا کہا

جیسے گر آتا یا کہ آتا گر
تو نظیر اس طرح بنایا کر

گر تو معطوفہ کی بنا پوچھے
قاعدہ اس کا سن لے یوں ہم سے

حرف کر اور کے و کر کے کو
امر حاضر میں لاوے اے خوش خو

جیسے آ کر و آ کے ، آ کر کے
ماضی معطوف کو تو یوں بولے

## تقسیم فعل کی باعتبار عدد حروف

عدد حرف میں نظر جو کرے　　فعل کی چار قسم تب نکلے
ہے ثنائی ، ثلاثی ان کا نام　　اور رباعی خماسی اے فرجام
پر دو حرفوں سے گر مرکب ہو　　نام اس کا ثنائی تم رکھیو
تیں حرفوں سے جس کی ہو ترکیب　　کہیو اس کو ثلاثی میرے حبیب
اور رباعی چہار حرفی جان　　پانچ حرفی خماسی تو پہچان

## بیان حرفِ علت کا

حرف علت سے گر کرے تو شمار　　ریختے میں بھی تین ہیں اے یار
'الف' و 'واؤ' : 'یا' ہے ان کا نام　　ماورا ان کے ہیں صحیح مدام

## نکتہ

پر انھیں مستعار ہیں لاتے　　اہلِ قانوں کلام تازی سے
جس کسی لفظ میں ہو ایک ان سے　　کہیو معتل تو اس کو اے پیارے
پر ثنائی میں گر کرے تو نظر　　ہے صحیح اور معتل اے دل بر
جوں گرا و پڑا دیا و لیا　　لے مثال اس کی اس طرح سے لا
معتل اس کے سوا ہیں سب افعال　　لے سمجھ ہم سے تو ہر اک کی مثال
مارا ہے اور پکارا ہے بھائی　　ہے ثلاثی کی اور رباعی کی
اور خماسی کی جیسے للکارا　　اس طرح پر ہے یار دھدکارا
پر ہے یہ قسم شاذ و نادر سے　　کہ دیا میں نے یاد رکھ پیارے

## تقسیم فعل کی باعتبار مفعول کے

مطلق فعل کو کریں جو قیاس　　سوئے مفعول تب اے نکتہ شناس
یاد رکھ ہوتی ہیں دو قسم اس کی　　لازمی ایک اور متعدی
لازمی اس کو جانیو بھائی　　جو کہ مفعول سے ہو مستغنی

جیسے آیا و سویا ، بیٹھا ہے
اس روش پر حساب اس کا ہے
متعدی رکھا ہے اس کا نام
جس میں مفعول کی ہو چاہ مدام
پہلے دو نوع اس کی نزد طبع
ایک بالذات ، دوسری بالتبع
جو کسی حرف کے وسیلے سے
متعدی کبھی نہ ہو پیارے
اس کو بالذات کہتے ہیں دانا
اور بالتبع ہے خلاف اس کا
یعنی ہے تعدیہ میں وہ محتاج
حرف کی طرف ، تیرا نکلے کاج
گر تو چاہے مثال اوّل کی
جیسے کھوجا و پایا اے بھائی
اس طرح سے ہیں امثلے اس کے
جتنے چاہے قیاس تو کر لے

## تعدادحروف تعدیہ کا

پانچ آتے ہیں تعدیہ کے حروف
نہیں مخفی ہیں نزد اہلِ وقوف
تین ہیں گے بسیط ان میں سے
باقی دو ہیں مرکب اے پیارے
گر تو ڈھونڈے بسیط کی تمثیل
الف و واو و یا کو کر تخییل
اور مرکب ہے واو لا دل بر
کہہ دیا تجھ کو میں نے باور کر

## بیان میں اس کے حروف تعدیہ میں کون کس مقام میں فعل کے آتا ہے

بعد فا اور لام کے ما بعد
واسطے تعدیہ کے سن اے سعد
ہوتا زاید الف ہے پیوستہ
لاؤں جس کی مثال برجستہ
جیسے پھنسنا و پھانسنا اے یار
اور بچنا ، بچانا ہے دل دار
پر پھنسا ، پھانسا برخلاف اس کے
یاد رکھیو ہے شاذ و نادر سے
دونوں حالت میں یعنی ہے لازم
اس طرح گفتگو میں آیا کم
واو ، یا ، خاص بعد فا دایم
واسطے تعدیہ کے ہے قائم
ہے کھلا ، کھولا یار اس کی مثال
اور پیا ، پیسا پر بھی کریو خیال
حرف وا اور حرف لا کو مدام
تعدیہ کے لیے سن اے خوش نام
کرتے ہیں بعد لام کے زاید
یاد کر لے اگر تو ہے جاہد

جیسے ڈرنا ہے اور ڈروانا    اور دینا ، دلانا ہے مثلاً
اس طرح پر قیاس اپنے سے    تو مثال اور بھی بنا کر لے

## نکتہ

معتل لام گر ثنائی ہو    وا سے جب تعدیہ کریں اس کو
پر ہو وہ فعل اے مرے بھائی    شبہٗ التباس سے خالی
یا کہ دفع ملابست کے لیے    گفتگو میں مدام اے پیارے
کرتے زائد ہیں خوب تم سمجھو    پیش تر وا کے لام ساکن کو
جیسے اس کی ؛ دیا و دلوایا    ہے مثال اور پیا و پلوایا
کیوں کہ کھایا کو گر بدون کلام    گفتگو بیچ بولیں اے فرجام
ملتبس ہووے تب کھوایا سے    غور کیجیو تو دل کے بیچ اپنے
اور بویا میں گر کریں زائد    لام ساکن تو سنیو اے جاہد
ہووے بلوایا سے شبیہ مدام    یاد رکھیو تو دل سے میرا کلام

## نکتہ

واو لا حرف تعدیہ میں سے    معتل لام میں جو ہے آوے
حکم اس کا ہے تب سکوت اخیر    اس کے مدخول سے اے نیک ضمیر
جیسے اوپر ہوا ابھی مذکور    لے سمجھ کر ، اگر ہے رکھے شعور

## نکتہ

مقتضا ہے گا حرف تعدیہ کا    ایک مفعول پیدا کر دینا
یعنی جو فعل لازمی ہووے    متعدی بیک کرے ہے اسے
اور بیک کو کرے ہے دو کی طرف    متعدی ہمیشہ جان اے شگرف
اس طرح سے بہ دو کو اے فرجام    متعدی بہ سہ کرے ہے مدام
تجھ کو سابق مثال ہر ایک کی    پیش تر پوچھنے سے میں نے دی
لازمی کے سوا ہیں جو افعال    ان کی دو نوع ہیں اے نیک خصال

ایک معروف دوسری مجہول
بحث مصدر میں ہو چکیں مفصول

گر تو تمثیل ان کی پھر چاہے
مبحث عنہ میں تو رجوع کرے

پر جو معروف کو کرے مجہول
قاعدہ یوں ہے تو نہ جانے فضول

لفظ جانا کے مشقّتوں سے جو ہو
لاوے معروف کے تو آخر کو

جیسے مارا گیا ہے تا آخر
اس کی تصریف میں بنایا کر

## نکتہ

تعدیہ اور لزوم میں ہے مدام
مشترک بعضا فعل اے فرجام

ہے مثال اس کی یار کترانا
یاد رکھ دل میں گر تو ہے دانا

صیغۂ لازمی و متعدی
وزن میں منعکس ہے ہوتا کبھی

یعنی معناً ہے لازمی بھائی
صورتاً ہے بہ وزن متعدی

جیسے کملانا اور نہانا ہے
یاد رکھیو اگر تو دانا ہے

یا کہ معناً ہے یار متعدی
پر بہ صورت ہے شکل لازم کی

ہے رگڑنا ، بدلنا اس کی مثال
فکر کر ان پہ چاہے کر تو کمال

## تقسیم فعل کی باعتبار وضع کے

وضع کی رو سے اے مرے بھائی
پہلے تقسیم فعل دو آئی

ایک اصلی ہے دوسری جعلی
شرح کرتا ہوں تجھ سے ہر ایک کی

وضع اوّل میں جو کہ مشتق ہو
ہیئت فعل پر سن اے خوش خو

فعل اصلی رکھا ہے اس کا نام
ماورا اس کے جعلی اے فرجام

یعنی اس کا علاقہ ہے دل دار
وضع ثانی سے بھول مت زنہار

مورد جعل خواہ ہندی سے
یا کہ ہو اس کے غیر سے پیارے

میں ہر ایک کی نظیر کر موزوں
گر خدا چاہے تو بتاتا ہوں

بعدازاں یاد رکھیو بات مری
دو ہی تقسیم آئی جعلی کی

ایک مرکب ہے دوسری ہے بسیط
ذہن کو اپنے ان پہ کریو محیط

## جعلی بسیط کے ذکر میں

پر ہیں جعلی بسیط کے دو طور
ریختے پیچ ان پہ کریو غور

ایک وہ ہے کہ جعل کا مورد
لفظ ہندی سے ہووے ہے اے سعد

لیکن اے بھائی عام ہے اس سے
خواہ جامد ہو یا صفت ہووے

جیسے پنیایا یا کہ پتلایا
ہے اسی طرح یار پتھرایا

دوسرا ہے وہی کہ مورد جعل
غیر ہندی سے ہو، اے شیریں لعل

ہے خریدا و بدلا اس کی مثال
مثلاً اس روش پہ کر تو خیال

## فعل جعلی مرکب کے بیان میں

جس کی ترکیب ہو دو لفظوں سے
تو مرکب اسی کو کہہ پیارے

ہے چھ طوروں پہ آئی اس کی بنا
اہلِ اُردو سے میں نے یوں ہے سنا

ایک وہ جس کا لفظ اول ہو
اسم جامد ہمیشہ یاد رکھو

دوسرا لفظ فعل ماضی ہے
غوطہ مارا مثال اس کی ہے

یا کہے تو کہ تیر مارا ہے
اس طرح پر بنا جو دانا ہے

یا صفت لفظ اس کا اول ہو
دوسرا جز ماضی اے خوش خو

جیسے موٹا دیا کہ چھوٹا کیا
اس روش سے نظیر تو لے بنا

یا کہ ہوں لفظ دونوں فعل اس کے
امر حاضر ہو یار پر پہلے

اور آخر ہو صیغۂ ماضی
مثلاً مار ڈالا اے بھائی

یا کہ ہوں دونوں لفظ اس کے یار
فعل ماضی نہ بھولیو ہشیار [۵۳]

ہے مثال اس کی یار آیا کیا
مثلاً یا کہے تو جایا کیا

یا کہ اول ہو اسم حالیہ
جزو ثانی ہو فعل ماضیہ

گر نظیر اس کی چاہے اے دانا
یاد کر لے تو مثل جاتا رہا

یا کہ ہو جزو اولیٰ مصدر
ثانوی جزو ماضی ہو دل بر

جیسے کہتے ہیں یار جانے لگا
درد و غم میرے دل میں آنے لگا

یاد رکھیو بقسم اخیر اے ندیم
جزو ثانی کی ہے روا تقدیم

بولتے جیسے ہیں لگا جانے
یا لگا آنے اور لگا گانے

فعل ترکیب کے دو جزووں کے
بیچ فاصل بھی لاتے ہیں پیارے

جیسے دل بر ہے چھوڑ مجھ کو گیا
سنگ ہجراں سے توڑ مجھ کو گیا

## بیان میں اس کے کہ حرف 'نے' علامت فاعل کی، کس فعل میں آتا ہے

فعل ماضی سے جو ہو متعدی
پر نہ ہووے وہ مستمر ماضی

بھی مرکب نہ ہووے اے پیارے
جان چکنا و سکنا ، لگنا سے

حرف 'نے' ہے علامت فاعل
ایسے فعلوں کی یاد رکھ سایل

جیسے کہتے ہیں میں نے کھایا ہے
تو نے کھایا تھا، اس نے پایا ہے [۵۴]

پر ہیں دو فعل اس سے مستثنیٰ
ہے نظیر ان کی بولنا، لانا

اور فعلوں میں ماورا ان کے
علَم فاعلی نہیں آوے

پر جو ہووے ضرورت شعری
حذف و اظہار دونوں ہیں بھائی

گر تو اس کی مثال ہے چاہے
ڈھونڈ لینا کلام شعرا سے

### نکتہ

جتنے فعلوں میں حرف 'نے' آوے
تابع مفعول کے ہیں وے اپنے

وحدت و جمع اور ذکورت میں
اصل ہے یوں ہی اور انوثت میں

پر جو مفعول کی علامت کو
لاوے ظاہر سخن میں اے نیکو [۵۵]

تابعیت سے منحرف ہے چلے
فعل مذکور اے مرے پیارے

جمع فعلی کی بحث میں سابق
میں دی ہے مثال اے فایق

گر تو توضیح اس کی پھر چاہے
مبحث عنہ میں جا رجوع کرے

اور جو فعل ماورا ان کے
تابع ہوتے ہیں اپنے فاعل کے

جیسے کھانا یہ ہندہ ہے لائی
اور سیتا بھی یہ سخن بولی

یا کہ کھاتی ہے اور کھاوے گی
یا گئی ، آئی ، بیٹھی ، وہ رنڈی

اس طرح فعل کو مذکر لا
جب کہ فاعل ذکور ہو اس کا

## متفرقہ

بعضے فعلوں میں ریختے میں سے / حذف و تغئیر جاری ہے پیارے

جیسے کرنا و مرنا ، جانا ہے / میں نے ان کے سوا نہ پایا ہے

پر بیاں یار پہلے دونوں کا / فعل کی ابنیہ میں ہم نے کہا

اب ہے باقی کلام 'جانا' میں / کان دھر سنیو اب اسے بھی کہیں

یعنی مشتق کریں جو جانا سے / فعل ماضی کو اے مرے پیارے

کہتے ہیں تب گیا ، مثلت مثل / جیم کو کاف فارسی سے بدل

اور کرتے ہیں حذف الف کو بھی / ملتبس تا نہ ہووے اے بھائی

فعل ماضی سے ، لفظ گانا کے / یاد رکھ میں نے جو بتایا تجھے

لیکن ایک اصل ہے یہاں پنہاں / جس کی کردوں میں تجھ کو شرح بیاں

یعنی جس وقت وہ مرکب ہو / اور کسی فعل سے تب اے خوش خو

اصل پر اپنی ٹھیک آتا ہے / حذف تبدیل کچھ نہ پاتا ہے

جیسے کہتے ہیں جایا چاہتا ہوں / میں نہ کہنے پہ تیرے رہتا ہوں

## بحث حرف کی

حرف کہتے ہیں اس کو اہلِ کمال / نہ ہو معنی میں جس کے استقلال

یعنی مدلول اس کا اے خوش خو / بے ضمیمے کے مستفاد نہ ہو

فعل کو ربط دیویں اس کے سبب / اسم کے ساتھ جان اے نیک لقب

اس لیے اس کو کہتے ہیں رابط / فن قانون کے جو ہیں ضابط

کئی قسموں پر منقسم ہووے / جن کا کرتا ہوں میں بیاں تجھ سے

## حروف ابتدا کے بیان میں

ابتدا کے حروف گر پوچھے / ہندی میں کل میں تین ہیں پیارے

سے وسوں اور ستی ، پر ان میں سے / 'سے' ہے افصح تو یاد رکھیو اسے

خواہ مکانی ہو یا زمانی ہو / ابتدا کے لیے ہیں موضوع دو

جیسے دہلی سے میں یہاں آیا
صبح سے آج کچھ نہیں کھایا

کبھی کرتے ہیں اس کو استعمال
بہر تبئین اے مبارک فال

جیسے کہتے ہیں کچھ کمی ہے اسے
مال و دولت سے ، جاہ و حشمت سے

اور کبھی بعضیت کے معنی بھی
اس سے مطلوب ہوتے ہیں بھائی

جیسے ہے زید اہلِ ایماں سے
بعضا فرد ان میں سے وہ ہے یعنے

اور کبھی معنی میں سبب کے وو
آوے ہے یاد رکھیو اے خوش خو

جیسے دولت سے تو نہ ہو مغرور
عاقبت تجھ کو خاک ہونا ضرور

اور کبھی معنی استعانت کے
اس سے لیویں ہیں یاد رکھ پیارے

جیسے لاٹھی سے سانپ کو مارا
اور پتھر سے اس کا سر کچلا

## بیان میں حرفِ غایت کے

گر تو پوچھے ہے حرف غایت کو
کل میں ہیں چاراس زباں سے سنو

تک ، تلک ، لگ اور چوتھا ہے توڑی
گن دیا میں نے پر نہ بھول کبھی

ہیں وہ موضوع انتہا کے لیے
خواہ مکاں یا زمان کا ہووے

جیسے کی میں نے سیر دہلی تک
یا کہ روزہ رکھا میں شام تلک

اس طرح یہاں لگ و یہاں توڑی
پڑھتے پڑھتے کتاب رکھ چھوڑی

## بیاں حرف ظرفیہ کا

حرف میں ظرفیہ کو آوے ہے
جیسے وہ اپنے گھر میں جاوے ہے

حذف اس کو کبھی عبارت سے
کرتے ہیں جیسے اپنے گھر جاوے

اور کبھی حرف پر کے معنی میں
اس کو اہلِ لسان ہیں بولیں

جیسے چھت میں قرابے رکھے ہیں
یعنی چھت پر ، یہ اس کے معنی ہیں

## بیاں حرف استعلا کا

گر تو پوچھے ہے حرف استعلا
ہندی میں ہے پہ اور پر اے دانا

ہے کھڑا زید جیسے کوٹھے پر
پہ کو بھی اس طرح تو بولا کر

اور کبھی ان کو بہر استثنا
لاتے ہیں گفتگو میں اے بیٹا
جیسے لوگ آئے پر نہ زید آیا زید
شاید اس کو کیا کسی نے قید

## ذکر میں حرفِ بیان کے

کاف تازی و حرف جو جاناں
ریختے میں ہیں دونوں حرف بیاں
یعنی مضمون ما سبق کتنیں
وے عبارت میں ہیں کریں تبئیں
جیسے خالد نے زید کو ہے کہا
کہ عمر پاس تو یہ خط لے جا
اس طرح سے تو حرف جو کو بھی
بولا کر گفتگو میں اے بھائی
اور عبارت سے حذف ان کا روا
شایع ہے بول چال میں ہر جا
بعد کہنے و بولنے کے وے
اکثر آتے ہیں اے مرے پیارے
کبھی تعلیل کے لیے ان کو
بولتے ہیں سخن میں اے خوش خو
جیسے آیا ہوں پاس تیرے میں
جو مجھے کچھ ادھار دیوے تیں
اور کبھی جو کتنیں عبارت میں
شرط و موصول کے لیے لاویں
لیکن ایک فرق ہے جو موصولی
ہووے تب اسم سے گن اے بھائی

## بیان میں حروف نفی کے

پہلے کرتے ہیں نفی کی دو قسم
نفیٔ فعل اور ہے گی نفیٔ اسم
نفی فعلی کے واسطے دل بر
حرف ہیں تین جن کو میں یکسر
فعل کی بحث میں کیا مذکور
ڈھونڈ لینا وہاں رکھے جو شعور
نفی اسمی کے واسطے ہیں چار
حرف میں دون بتا کے، کر لے شمار
نون مکسور و 'ان' و 'اَ' اور 'نز'
نفی اسمی کے حرف ہیں ناظر
جیسے ہے ان پڑھا، نراس و اٹل
قسم رابع ہے ان میں سے نزل

## بیاں میں حرف دعا کے

گر دعا کے حروف کو پوچھے
حرف 'یو' اس زباں میں ہے پیارے

آخر امر اس کو لاویں جد — نیک ہو وہ دعا و یا ہو بد
جیسے خوش رہیو یا کہ مر جائیو — اس طرح سے دعا میں تو لایو
پر ہے ما قبل امر لانا ضرور — یاد رکھیو اگر رکھے ہے شعور
لفظ ایسا[۵۶] جو دال ہو دل بر — معنئ نیک پر و یا بد پر
ورنہ تاکید امر کے ہے لیے — تو نے دیکھا مثال میں جیسے

### تنبیہ

گر ندا کے حروف تو چاہے — تو ندائی کی بحث میں پاوے
کیوں کہ ان میں سے ذکر ہر ایک کا — امثلے کے سمیت میں نے کیا
حذف و تقدیر وغیرہ جو احکام — ان پہ جاری ہیں اے نکو انجام
میں نے تفصیل سے کیے مذکور — ڈھونڈ لے واں اگر ہے تجھ کو شعور
اس طرح پر علامت مفعول — کے ہیں جو حرف ہو چکے مفصول
اسم کی بحث میں اے نیک خصال — پاوے پر یک کو جو کرے تو خیال
پر ہے 'کو' آوے چند معنے پر — تجھے کرتا ہوں میں بیاں یک سر
ظرف کے واسطے کبھی آوے — جیسے جاتا ہوں گھر کو میں پیارے
یعنی گھر میں، پھر آگے تم جانو — کبھی تعویض کے لیے اس کو
جیسے کتنے کو تو نے یہ گھوڑا — مجھے بتلا کہ ہے خرید کیا
کتنے دینار کے عوض تو نے — ہے لیا مول اس کتنیں یعنے
اور کبھی علیّت کے معنی پر — دال ہوتا ہے حرف کو دل بر
جیسے ملنے کو آیا ہوں تیرے — یعنی ملنے کے واسطے پیارے
اور کبھی معنئ اضافت میں — لاتے ہیں حرف کو عبارت میں
جیسے مجھ کو غرض ہے کیا تجھ سے — میری تجھ سے غرض نہیں یعنے
اس طرح کو کتنیں بحسب مقام — بولا کر گفتگو میں اے فرجام
اور اضافت کے جتنے ہیں گے حرف — ہوئے مشروح واں بوجہ شگرف

پھر ہمیں دردِ سر یہاں تو نہ دے
مبحث عنہ میں جا رجوع کرے

کیوں کہ ان کو کسی علاقے سے
بحث اسی میں ہے کہا میں نے

فعلی میں یا کہ بعضے کو
کہہ دیا میں نے تجھ کو اے خوش خو

الغرض جس کو تو نہ پائے یہاں
ڈھونڈنے سے ملے گا تجھ کو وہاں

## بیان میں حرفِ تشبیہ کے

حرف تشبیہ کو اگر پوچھے
سا وسے، سی وسیں تو یاد رکھے

سا مذکر کے واسطے اور سے
جمع تذکیر کے لیے پیارے

سی مؤنث کے واسطے لاویں
جمع تانیث میں ہیں سیں بولیں

جیسے اس مرد سا نہیں کوئی
حسن میں یا کہے اس عورت سی

تم اسی طرح جمع کو بولو
خواہ مذکر ہو یا کہ انثیٰ ہو

بھی اضافت کے حرف کو لانا
حرفِ تشبیہ سے ہے قبل[57] روا

چاند کا سا ہے اس کا منہ جیسے
اس طرح باقیوں کو بھی تو کہے

یعنی تانیث میں جو مفرد ہو
بولنا کی سی ہے روا تجھ کو

جمع تذکیر میں کہے کے سے
جمع انثیٰ میں یار کی سیں کہیں

گر تو چاہے مثال ہر یک کی
قاعدہ یہ ہے ، لے بنا بھائی

## بیان حرف معیّت کا

گر معیّت کا حرف تو ڈھونڈے
ہندی میں حرف ساتھ ہے پیارے

جیسے کہتے ہیں ساتھ اس کے جا
راہ میں کچھ نہ پاوے تو خطرا

اپنے مدخول کے یہ حرف اے سعد
ہووے ما قبل یا کہ ہو مابعد

جیسے ساتھ اس کے ، یا کہ اس کے ساتھ
بات کرتا تھا دھر کے ہاتھ پہ ہاتھ

## بیان میں حرف تخصیص کے

حرف تخصیص کو جو پوچھے تو
پانچ ہیں کل میں مجھ سے گن[58] لے تو

خود و نج ، آپ و ہی تو کریو شمار     آپ ہی آپ بعدہٗ اے یار

پر جو ہی کو کلام میں لاوے     یاء معروف سے ہمیشہ کہے

سمجھے ہیں وہ جن کو ہے فہمید     کبھی تخصیص اور کبھی تاکید

گو وے آتے ہیں اسم ظاہر میں     پر ضمائر میں بیش تر بولیں

جیسے کہتے ہیں میں ہی جاؤں گا     گر نہ کھاؤ میں آپ کھاؤں گا

یہ حویلی تو میرے نج کی ہے     دال اس میں کسی کی گلتی ہے

آپ ہی آپ میں یہ کام کیا     میں نے خود اس کتئیں تمام کیا

اس طرح باقی اور ضمائر میں     لا تو اور دھیان کر نظائر میں

## حرفِ عطف کے بیان میں

واسطے عطف کے سن اے دانا     ہندی میں حرف اور ہے آیا

ہے مفاد اس کا شرکت فعلی     ساتھ معطوف علیہ کے اے بھائی

خواہ صدوراً ہو یا وقوعاً ہو     امثلے پر تم اس کے کان رکھو

جیسے زید اور بکر ہے آیا     یا کہ زید اور بکر کو مارا

کبھی ہوتی ہے شرکت حکمی     گر مغایر ہوں فعل اے بھائی

جیسے زید آیا اور بشیر گیا     اس کو پکڑا میں اور اس کو چھوڑا

اور کبھی حرفِ عطف کو پیارے     کرتے محذوف ہیں تلفّظ سے

جیسے کہتے ہیں زید عمرو آیا     اس طرح پر قیاس کر جانا

اور کبھی عطف کے لیے دل بر     لاتے ہیں بلکہ ، پن و لیکن ، پر

واو کو بھی کبھی کبھی بولیں     عطف کی جا زبان ہندی میں

سہل ہیں ان کے امثلے پیارے     تو بنا لیوے گر خیال کرے

## حرفِ تردید کے بیان میں

حرف تردید کو اگر پوچھے     کہ و یا اور خواہ یاد رکھے

ہے مفاد اس کا فعل میں تخییر     تجھ کو دیتا ہوں لے ہر ایک کی نظیر

جیسے اس کو کہ اس کو تو لیوے
اس میں مختار ہے تو اے پیارے

یا کہ کہتے ہیں خواہ یہاں رہیو
خواہ وہاں چاہے تو تہاں رہیو

حرف تردید یا کی بھی تو مثال
انھیں بیتوں سے ڈھونڈ لے فی الحال

## حرفِ شرط کے بیان میں

شرط کے واسطے تو جان اے شگرف
بولتے ریختے میں ہیں دو حرف

ایک اگر ، دوسرا ہے ان کا جو
شرط کے واسطے ہیں موضوع دو

ہے مفاد ان کا فعل کی تعلیق
سامنے کے زمانے پر اے رفیق

پر ہے وہ شرط ذات میں اپنی
مفتقر ایک جواب کی بھائی

ہے جزا اس کا نام اے پیارے
واسطے اس کے بھی دو حرف آئے

ایک پس اور دوسرا ہے تو
کان سے اب مثال ان کی سنو

جیسے کہتا ہے تو اگر یا جو
آوے گھر میرے وہ تو آنے دو

اس طرح پس کو بھی تو بولا کر
گر جزا کی ضرور ہو دل بر

اور کبھی ان کنتیں تلفّظ سے
حذف کرتے ہیں دل ربا میرے

لیکن ان میں سے جو مرے دل بر
اسم موصول ہووے ہے اکثر

سابق اس کی طرف اشارے میں
کر دیا ، بوجھ لینا تیرے تیں

اور کبھی حرف تو اے نیک انجام
ہووے زائد برائے لطف کلام

## حرفِ استثنا کے بیان میں

ریختے میں جو حرف استثنا
پوچھے ہے مجھ سے گے ہیں دوں بتلا

تین ہیں یاد رکھ اے سیم ذقن
عربی و فارسی سے عاریتاً

ایک مگر دوسرا ہے ان کا سوا
تیسرا ان میں سے ہے یار ورا

پر یے دونوں اخیر کے آگے
حرف ما لاتے ہیں کبھی پیارے

ماورا یا کہ ماسوا اس کے
پیسے تجھ کو نہ دوں گا میں جیسے

اور مگر کو کبھی ہیں شک کے مقام
بولتے گفتگو میں اہلِ کلام

مگر آیا وہ ہو گا یہاں جیسے
اس طرح پر خیال کر پیارے

## حرفِ ایجاب کے بیان میں

حرف ایجاب کو اگر پوچھے
لفظ ہاں سے جواب تو دیوے

جیسے پوچھے کہ یہ کیا تیں نے
گر کیا ہے تو بول ہاں میں نے

کبھی کرتے ہیں حذف بھی اس کو
گفتگو سے تم اس کو یاد رکھو

اور کبھی اس کی جا میں اے جاناں
لاتے ہیں لفظ حضرت اہل لساں

یا کوئی لفظ اس کے معنے میں
ہو مرادف اسے بھی ہیں بولیں

پیر و مرشد و قبلہ گہ جیسا
گر ہے نوکر ، کہے خداوندا

## حرفِ تاکید کے بیان میں

حرفِ تاکید پوچھو گر ہیں کے
ریختے میں کبھی و ہرگز ہے

گر مفاد اس کا سمجھے تو برحق
ہے زمانے کی نفی مستغرق

جیسے دل بر کبھی نہ آوے گا
ہرگز اس دل سے غم نہ جاوے گا

اور جو مصدر میں تو کرے تزئید
حرف کا بھی ہو معن ، تاکید

جیسے دل بر نہیں یہ رہنے کا
حسن پر اپنے پھول مت اتنا

پھر کبھی سے کبھی کریں تجرید
گفتگو بیچ معنئ تاکید

تب مفاد اس کا ہے ثبوت قلیل
بعضے جزو زمان میں اے خلیل

جیسے سن کر منہ اپنا وہ پھیرے
گر کبھی ذکر میرا آ جاوے

## متفرقات

عربی و فارسی کے حرف اکثر
بولتے ریختے میں ہیں دل بر

گر تو تعیین ان کی ہے پوچھے
'از' و 'نہ' ہے گا اور 'بے' جیسے

'غیر' و 'جز'، 'نے' و 'من' کو بھی فرجام
لاتے ہیں گفتگو میں حسب مقام

# آخری

کبھی کرتے ہیں حرف کی تکرار — یاد رکھیو اسے بھی تو دل دار
ایک ہی جنس یا کہ دو میں سے — حرف لاویں مکرر اے پیارے
شام سے لے کے تا سحر جیسے — محفل رقص میں تھے ہم بیٹھے
یا کہ گھر میں سے جب کہ میں نکلا — دو قدم جاتے گھوڑے پر سے گرا
یا کہے اس کتّیں کو مارا کیوں — لا مکرر اگر تو چاہے یوں

☆☆☆

# حواشی

نسخہ صرف اردو' میں 'پہ' جو کہ فصیح تر ہے۔

[۱] صرف اردو میں 'پہ' کی بجائے 'میں' درج ہے جب کہ '

[۲] ترجمہ:

صلی اللہ وعلیہ وسلم کی' درج ہے۔

[۳] نسخہ صرف اردو میں عنوان 'نعت حضرت رسالت پناہ

[۴] نسخہ صرف اردو میں 'کوروکر' درج ہے۔

[۵] لاڈ برائے لارڈ(LORD) لکھا ہے جو محاورہء عام ہے۔ لاٹ اور لاٹ صاحب بھی بولا جاتا ہے۔

[۶] نسخہ صرف اردو میں 'عام' درج ہے۔

[۷] صرف اردو میں 'مفسدے جو تھے ہو گئے برباد' درج ہے۔ نسخہ میں 'مفسدین جو تھے سو کیے برباد' درج ہے۔ اسی کو ترجیح ہے۔

[۸] ڈاکٹر ہنٹر

[۹] نسخہ صرف اردو مین یہ شعر درج نہیں

[۱۰] 'نسخہ صرف اردو' میں مصرع 'سن تھے بارہ سی بیس وایک اے یار' ہے۔

[۱۱] متروک ہے۔ اب 'کہلاتا وہ' رائج ہے۔

[۱۲] نسخہ صرف اردو' میں 'اکثر یہ سے دوں میں تجھ کو خبر' درج ہے۔

[۱۳] باء فارسی، حرف تہجّی 'پا' (پ) کو کہتے ہیں۔

[۱۴] نسخہ صرف اردو' میں اب کی جگہ تو درج ہے۔

[۱۵] نسخہ صرف اردو میں 'ہے وہ ترکیب میں بیاں کرتا' درج ہے۔

[۱۶] نسخہ صرف اردو:

اس طرح اس کی ہے مثال کثیر ڈھونڈنے سے ملے گی تجھ کو نظیر

[۱۷] تنکیر برائے نکرہ۔ ضرورت شعری کے تحت تنکیر لایا گیا۔

[۱۸] صرف اردو میں ولبھرائے درج ہے۔

[۱۹] نسخہ صرف اردو' میں دھرتے کی جگہ رکھتے درج ہے۔

[۲۰] انھ متروک ہے۔ اب ان مستعمل ہے۔

[۲۱]  صرف اردو میں حرف اضافت 'کے' استعمال ہوا ہے جو کہ زین کو مذکر ظاہر کرتا ہے۔

[۲۲]  نسخہ صرف اردو میں مصرع اس طرح ہے:  وہ تب اس کا اے مرے پیارے

[۲۳]  نسخہ صرف اردو مین مصرعے معکوس ترتیب سے درج ہیں۔

[۲۴]  صرف اردو میں 'اوں' درج ہے۔

[۲۵]  صرف اردو میں یہ شعر موجود نہیں۔

[۲۶]  نسخہ صرف اردو میں 'اتا' کی جگہ 'اتنا' درج ہے۔

[۲۷]  نسخہ صرف اردو میں 'ہوں جب دو ضمیر' درج ہے۔

[۲۸]  نسخہ صرف اردو میں مصرع ثانی یہ ہے:

اس نے مارا تھا سو مجھے آیا

[۲۹]  نسخہ صرف اردو میں 'قیاس' کی جگہ 'خیال' ہے۔

[۳۰]  نسخہ صرف اردو میں 'کوئی' کی جگہ 'ہر کو' درج ہے لفظ ہر اس جگہ مناسب نہیں۔

[۳۱]  نسخہ صرف اردو میں سہواً لفظ 'حذف' کی جگہ 'حرف' درج ہے۔

[۳۲]  یہ شعر نسخہ صرف اردو میں موجود نہیں۔

[۳۳]  نسخہ صرف اردو میں مصرع اس طرح ہے:

فوج غم کی نے ہے مجھے گھیرا

[۳۴]  نسخہ صرف اردو میں یہ مصرع اس طرح ہے:

جیسے کھترانی اور ناین ہے

[۳۵]  نسخہ صرف اردو میں 'گر' کی جگہ 'جو' لکھا ہے۔

[۳۶]  نسخہ صرف اردو میں مصرع اس طرح ہے:

مشترک دونوں ہیں، تم جانو

[۳۷]  نسخہ صرف اردو میں 'ہیں' کے بعد 'گے' بھی درج ہے۔

[۳۸]  نسخہ صرف اردو میں 'ح' کی جگہ 'ج' درج ہے۔

[۳۹]  نسخہ صرف اردو میں 'لحاظ' کی جگہ 'نظر' لکھا ہے جو لحاظ کا ہم قافیہ نہیں ہے۔

[۴۰]  نسخہ صرف اردو میں کھانا کے بعد 'یا' درج ہے جو زائد ہے۔

[۴۱]  صرف اردو میں 'با' جب کہ نسخہ صرف اردو میں 'یا' درج ہے۔ 'یا' کو ترجیح ہے کیوں کہ یائے مجہول

باقی ماندہ اسمائے غیر حاضر یعنی ضمائر، کلمات استفہام اور اسمائے اشارہ، اسمائے موصول کے آخر میں آتی ہے۔

[۴۲] نسخہ صرف اردو میں 'ضرور' لکھا ہے۔

[۴۳] نسخہ صرف اردو میں 'میں' درج ہے جو نحوی ساخت میں درست نہیں۔

[۴۴] صرف اردو میں، ہاوہا، درج ہے۔ نسخہ صرف اردو میں وزن درست کرنے کی کوشش کی گئی اور، ہا الف، لکھا گیا۔ 'ہا' دونوں جگہ درست نہیں بل 'یا والف' درست ہے جس میں 'یا' حرف 'ی' کا نام ہے۔

[۴۵] نسخہ صرف اردو میں 'سے' درج نہیں۔

[۴۶] اب موا متروک ہے اور مرا ہی مستعمل ہے۔

[۴۷] نسخہ صرف اردو میں 'متبدل' کی جگہ 'بدل' درج ہے جس کے ساتھ مصرع بحر سے خارج ہے۔

[۴۸] صرف اردو میں لفظ 'اب' کے بعد 'تو' درج ہے جو نسخہ صرف اردو میں نہیں۔ تو کے ساتھ مصرع بحر سے خارج ہو جاتا ہے۔

[۴۹] نسخہ صرف اردو میں 'کیا ہے' کی جگہ 'جیسے' درج ہے۔

[۵۰] نسخہ صرف اردو میں مصرع اس طرح درج ہے:

لفظ مصدر کو اس سے کر حاصل

اس کا مفہوم ہی خلاف قاعدہ ہے۔

[۵۱] نسخہ صرف اردو میں 'کھیوے' کی جگہ 'جیوے' درج ہے جو پہلے مصرعے میں آچکا ہے۔

[۵۲] نسخہ صرف اردو میں مصرع اول یوں ہے:

متمنّی ہے ان میں سے چھٹی

[۵۳] نسخہ صرف اردو میں 'ہشیار' کی جگہ 'زنہار' ہے۔

[۵۴] اس شعر کے مصرع ثانی میں 'نسخہ صرف اردو میں 'اس' کی بجائے میں ہے۔

[۵۵] نسخہ صرف اردو میں 'نیکو' کی جگہ 'خوشخو' درج ہے۔

[۵۶] نسخہ صرف اردو میں 'ایسا' کی بجائے 'یو' درج ہے۔

[۵۷] نسخہ صرف اردو میں 'قبل' کی بجائے 'بعد' درج ہے جو کہ از روئے قواعد درست نہیں۔

[۵۸] نسخہ صرف اردو میں 'گن' کی جگہ 'سن' درج ہے۔

# فرہنگ صرف اُردو

| | | | |
|---|---|---|---|
| ابنیہ | بنیادی باتیں/بنیادیں | ایجاد | نئی شئے بنانا |
| اتہام | تہمت لگانا | اطلاق | لاگو ہونا |
| اثبات | ثبوت | اظہار | کسی حرف یا کلمے کا ذکر کرنا |
| اجتماع | اکٹھا کرنا | افزوں تر | اور زیادہ |
| احاد | اکائیاں | اقتضائے مقام | موقع کا تقاضا، مقام کی ضرورت |
| احاطہ کرنا | دائرے میں لینا | اقدم | اہم/بڑھی ہوئی |
| احتیاج | ضرورت | اقرب | قریب ترین |
| احوط | احاطہ کرنے والا/ماہر | اکثر وثابت زیادہ | اہم اور طے شدہ |
| اختر بخت | بخت کا ستارہ | اکثریہ | کثرت پر لاگو |
| اختصار | مختصر کرنا | التماس | درخواست |
| اسباب | وجوہ | الوف | سینکڑے |
| استثنا | شرط سے خارج | الہام | غیبی اشارہ |
| استعارہ کرنا | ادھار لے لینا، مانگ لینا | امثلے | مثالیں |
| استعانت | مدد | اناث | مؤنث |
| استعلا | بلندی سے متعلّق | اناث | مؤنث |
| استفہام | سوال | انفراداً | اکیلے |
| اسناد | تعلّق ثابت ہونا | انوثت | مؤنث ہونا |
| اشتراک جلی | واضح اشتراک | اہتدا | ہدایت |
| اشذ الشذوذ | کم یاب ترین | اہل دانش | عقل مند/دانش مند |
| اصول | بنیادیں | اہل عقول | صاحبان عقل |
| اصول | اصل کی جمع/بنیاد | اہل کمال | فن کار |
| ایجاب | قبول کرنا | اہل وقوف | جاننے والے |

| آستین کھینچ لانا | زور لگا کر لے آنا | برپا | قائم رکھڑا |
| --- | --- | --- | --- |
| آفرینش | پیدائش | برخلاف قیاس | قاعدے سے الگ |
| آن فآن | ہر گھڑی | بزم عشرت | عیش کی محفل |
| آیہ قدرت خدائی | خدا کی قدرت کی نشانی | بسیط | اکیلا |
| باب علوم | علوم کا دروازہ | بسیط | مفرد |
| باتدبیر | تدبر کرنے والے | بعضیت | کوئی کے معنی میں |
| بارہ سی بیست و یک | بارہ سو اکیس (ہجری) | بنی آدم | آدم کی اولاد |
| باعث تکوین | ہونے کا سبب | بہ تیقّن | یقین کے ساتھ |
| بالتبع | کسی اور حرف کے سہارے سے | بہرہ | فائدہ |
| بالتنصیص | بنیادی طور پر | بیچ | درمیان رمیں |
| بالذات | اپنے آپ میں بغیر کسی | بیش تر | زیادہ |
| | حرف کے سہارے | بیشۂ جہل | جہالت کا جنگل |
| بائے فارسی | پ | بینش | بصارت (فارسی حاصل مصدر) |
| بتصور | تصور میں رخیال میں | بے ریب | بے شک |
| بچن | بات | بے ضمیمے | کسی اور کلمے سے ملے |
| بحرف جلی | موٹے الفاظ میں | | بغیر |
| بحق آل رسول | رسول پاک کی | بے گماں | بے شک |
| | اولاد کے صدقے | بے نہایت | بے حد، لامحدود |
| بخت | اچھا مقدر | بے نیاز | بے تعلق |
| بدڈول | بری بناوٹ والا | بے وسواس | بے شک |
| بدقول | بدزبان | پایۂ سخن | شاعری کا مرتبہ |
| بدومفعول | دو مفعول والا | پچھاڑا | شکست دیا گیا |
| برآنا | پورا ہونا | پند | نصیحت |

| | |
|---|---|
| پنہاں | پوشیدہ |
| پیش کش لانا | خدمت میں پیش کرنا |
| تاباں | روشن |
| تابع | زیر اثر |
| تابعیت | کسی کلمے کے زیر اثر ہونا |
| تابہ سہ مفعول | تین مفعول تک |
| تامل | غور |
| تبیین | واضح کرنا |
| تجاوز | آگے بڑھنا |
| تحدید | حد بندی |
| تحریر کر | لکھ |
| تحیّر | حیرانی |
| تخریج | نکالنا |
| تخیر | مؤخر کرنا |
| تخئیل کرنا | خیال میں لانا / ذہن میں لانا |
| تد | تب |
| تزئید | اضافہ |
| تزئید | بڑھادینا |
| تشنہ لب | پیاسا |
| تصغیر | صیغۂ مذکر |
| تصنیف | کتاب |
| تصنیف | لکھنا |

| | |
|---|---|
| تحدید | حد بندی |
| تعطّل | وقفہ |
| تعظیمن (تعظیماً) | احترام کے لیے |
| تعظیم | عزت |
| تعلیل | سبب |
| تعمیم | عمومیت |
| تعویض | معاوضے سے متعلق |
| تعین | طے کرنا |
| تغئیر | تبدیلی |
| تفاوت | فرق |
| تفرقہ | الگ کرنا / فرق قائم کرنا |
| تفریع | قسم بندی / درجہ بندی |
| تفضیل | بڑائی |
| تقدیر میں | چھپے ہوئے |
| تقدیم | پہلے لانا |
| تکلیف | زحمت |
| تلخ کامی | بدمزہ ہونا |
| تلفّظ | ادا کرنا |
| تمثیل | مثال |
| تمجید | بڑائی |
| تنظیر | مثال |
| تنکیر | نکرہ / عام |
| ٹھان کرلینا | طے کرلینا |

| | |
|---|---|
| ٹھاؤں | جگہ |
| ثانی کو | دوسرے کو |
| ثقل گفتگو | گفتگو میں رکاوٹ |
| ثلاثی | سہ حرفی |
| ثنائی | دو حرفی |
| جاوید | ہمیشہ |
| جاہد | محنتی |
| جد | جب |
| جزیہ | جز پرلاگو |
| جلوہ نما | جلوہ دکھانا |
| جنگ وجدال | لڑائی اور مار کٹائی |
| چاکر | نوکر |
| چاہ | طلب |
| چاہ | طلب |
| چشم دل | دل کی آنکھ |
| چمن دہر | زمانے کا باغ مراد دنیا |
| چنگ | ایک ساز |
| حذف | نکال دینا، ذکر نہ کرنا، چھوڑ دینا |
| حرف علت | الف، یے اور واؤ |
| حسرتا | حسرت ہے/افسوس ہے/کلمہ تأسف |
| حضور | پیش خدمت |
| حفظ کر | یاد کر |

| | |
|---|---|
| حمید | تعریف والا |
| خاتم انبیا | نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والا |
| خاک پا | قدموں کی دھول |
| خبیر | جاننے والے. |
| خصوص | خاص طور پر |
| خلجان | بے چینی |
| خلق | پیدا |
| خماسی | پانچ حرفی |
| خوان احسان | مہربانی کا دستر خوان |
| خوب رو | خوب صورت |
| خورش | کھانے پینے کا سامان |
| خوش خلق | اچھے اخلاق والا |
| خوش ڈول | اچھی بناوٹ والا |
| خوض | غور |
| خیر | اچھائی |
| خیمۂ فلک | آسمان کا سائبان |
| داد | انصاف/مدد |
| دایم | ہمیشہ |
| در دولت | سلطنت کا دروازہ/ فیاض دروازہ |
| درک کرنا | سمجھنا |
| دست فکرت | فکر کا ہاتھ/فکر کی رسائی |
| دست | ہاتھ |

| | |
|---|---|
| دفع ملابست | مغالطہ دور کرنا |
| دور پھرنا | قسمت بدلنا |
| دہن | منہ |
| دھدکارا | دھتکارا |
| ڈھوڈھا | ڈھونڈا کا قدیم املا/تلاش کیا |
| ذکورت | مذکر ہونا |
| ذکور | مذکر |
| ذکور | مذکر |
| ذہب | سونا |
| رابط | ربط پیدا کرنے والے |
| رابع | چوتھی |
| راہ بد | برائی کا طریقہ |
| رباب | ایک ساز |
| رباعی | چار حرفی |
| رجوع کرنا | رابطہ کرنا/واپس جا کر دیکھنا |
| رشتۂ انتظام | نظم ونسق کی ذمہ داری |
| رمز | نکتہ |
| رمنا | مرغزار |
| رنڈی | عورت |
| روا | جائز |
| رُوحِ رواں | مراد جان |
| روش | طریقہ |

| | |
|---|---|
| رہبری | رہنمائی، پیشوائی |
| رہبر | رہنما |
| ریختہ | اردو |
| زبوں | گئی گزری |
| زمانی | وقت سے متعلق |
| زنہار | ہرگز |
| زیادت | زیادہ ہونا |
| ساعت | گھڑی |
| ساکت | خاموش |
| ساکن | جس پر جزم ہو |
| سائیس | گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے والا |
| سایل | سوال کرنے والا |
| سایل | سوال کرنے والا |
| سایۂ رحمتِ الٰہی | اللہ کی مہربانی کا سایہ |
| سبیل | راستا، طریقہ |
| سج دھج | سجاوٹ بناوٹ |
| سدا | ہمیشہ |
| سراپا صرف | کامل مصروف |
| سرتاپا | سر سے پاؤں تک/مکمل |
| سرگرداں | چکر لگانا/مراد بھٹکنا |
| سرورِ کائنات | کائنات کے سردار |
| سعد | خوش بخت |
| سقوطِ اخیر | آخری حرف ساقط ہونا |

| | | | |
|---|---|---|---|
| سکونت | رہایش | شگفتن | کھلنا |
| سماعی | جس کی بنیاد قاعدے کی | شہرِ وجود | موجودات کا شہر مراد: کائنات |
| | بجائے سماعت پر ہو | شیدا | عاشق |
| سنگِ ہجراں | جدائی کے پتھر | شیدا | نثار |
| | (مراد سخت جدائی) | صاحب خلق | اچھے اخلاق والا |
| سہل | آسان | صاحب عدل | منصف |
| سیاق کلام | بات کا موقع و محل | صادر | ظاہر ہونا |
| سیم اور زر | چاندی اور سونا | صاحب والا | باوقار/عزت والا |
| سیم ذقن | چاندی جیسی ٹھوڑی | صحیفۂ گل | پھولوں کی کتاب |
| | والے/خوب صورت | | (اضافت تشبیہی) |
| سیماً | نمایاں طور پر | صدوراً | جب فعل صادر ہو |
| شاذ و نادر | کم یاب | صرف | کلمات کا علم |
| شافع محشر | محشر میں سفارش کرنے والا | صغیر و کبیر | چھوٹے اور بڑے |
| شایع | آشکار | صغیر و کبیر | چھوٹے بڑے |
| شب گیر | رات کا رونا | صفحۂ دل | دل کا صفحہ/یادداشت |
| شبۂ التباس | مغالطے کا شبہ | صورتاً | شکل میں |
| شبیہ | مماثلت | طالبوں | طالب علموں |
| شتاب | جلدی | طالب | طالب علم |
| شخص کریم | محترم آدمی | طبع شایق | شوق والی طبیعت |
| شرح وار | تفصیل سے | طلاقت | تیز زبانی |
| شرح | وضاحت | طور | طریقہ |
| شرکت حکمی | ایک دائرے میں لانا | طول ہووے | لمبی ہووے |
| شرکت فعلی | فعلوں کا ملنا | ظرفیہ | جگہ اور وقت سے متعلق |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ظل | سایہ | فضل حق | اللہ کا کرم |
| ظہور | سامنے آنا، ظاہر ہونا | فعل | عمل |
| عاریتن (عاریتاً) | ادھار | فقدان قاعدہ | قاعدے کی عدم موجودگی |
| عالم | جہان | فوریہ | فوراً اثر کرنے والا |
| عجز | انکسار | فہم انسان | انسان کی سمجھ |
| عجوبہ | عجیب وغریب بات | فہمید | سمجھ |
| عدو | دشمن | فیض | نیکی |
| عشرات | دہائیاں | قاصر | معذور |
| عکس | الٹ [ | قاعدہ | اصول/ضابطہ |
| علم وبیان | جاننا اور اظہار کرنا | قدر دان | قدر کرنے والا/اہمیت |
| علی التخصیص | خاص طور پر | | جاننے والا |
| علیت | سبب | قرابے | شیشے کے خم/صراحیاں |
| عمیم | عام | قسم رابع | چوتھی قسم |
| عوض | بدلہ | قلیل | کم |
| غیر متبدل | تبدیل نہ ہونے والا | قیاس کرنا | حسب قاعدہ بنالینا |
| فاتح ہدایت | رہنمائی کا دروازہ کھولنے والا | قید | شرط |
| فاصل | فاصلہ پیدا کرنے | کاج نکلنا | کام بننا |
| | والا کلمہ | کاف فارسی | گاف |
| فایق | برتر (شخص) | کتثین | کو |
| فتح ماقبل | پہلے حرف پر زبر | کثیر | زیادہ |
| فتور | گڑبڑ | کحل بینائی | وہ سرمہ جو بصارت کی |
| فخر بشر | انسانوں کا فخر، بشریت | | ضمانت ہو |
| | کامان | کد | کہاں |
| فرجام | باتوقیر | کر | بہرہ |

| | |
|---|---|
| کشف کرتا ہوں | ظاہر کرتا ہوں |
| کف دریانوال | دریا کے کنارے جیسا |
| کلام تازی | غیر ہندی |
| کمر باندھنا | ہمت سے فیصلہ کرنا |
| کور | اندھا |
| کہاتا (متروک) | کہلاتا |
| کیفی | مدہوش |
| کیمیا | سونا بنادینے والا |
| گذاف | فضول رگئی گزری |
| گرانا | ادانہ کرنا |
| گل بن | باغ |
| گلا کرنا | شکایت کرنا، شکوہ کرنا |
| گلشن خلق | اخلاق کا باغ |
| گلشن عمر | عمر کا باغ |
| گن | خوبی |
| گوش گذار کرنا | بتادینا |
| گوہر عیش | عیش کا موتی |
| گوہر نعت | توصیف کے موتی |
| گویا | محو گفتگو ربولنے والی |
| لاڈ | لارڈ رانگریز حکومت کا ایک عہدہ |
| لائق | قابل |
| لایحد ولیس یتصور | بے حد اور تصور سے باہر |
| مابقیٰ | جو باقی بچے |

| | |
|---|---|
| مارتیاں | مارتیں |
| ماصدق | تصدیق کرنے والا |
| مانس | انسان |
| مائت | ہزار |
| مبارک فال | خوش قسمت |
| مبتنی | بنیاد رکھا گیا |
| مبحث عنہ | سابقہ بحث میں |
| مبنیٰ | بنا ربنیاد |
| مبہم | غیر واضح |
| متجانسہ | ایک ہی جنس یا قسم سے |
| متحرک | جس پر زبر، زیر یا پیش ہو |
| متساوی | برابر |
| متشکی | جس میں شک ہو |
| متصرف بحرف وظرف | حروف معنوی یا حروف ظرف سے امالہ ہو |
| متصرف ہونا | حرف معنوی سے امالہ واقع ہونا |
| متعدی | کثیر |
| متفارق | الگ الگ |
| متکرر | بار بار |
| متمنیٰ | جس کی خواہش کی گئی ہو |
| مثال سابق | پچھلی مثال |
| مثلت مثل | جیسے مثال دی |

| لفظ | معنی |
|---|---|
| مجبول | بنائے ہوئے |
| مجہول | گم نام |
| محجوب | چھپی رمستور |
| محصور | دائرے میں لائے گئے رمراد مذکور |
| محک | کسوٹی |
| محمد | جس کی بے حساب تعریف کی گئی ہو |
| مخاطب | جس سے بات کی جائے |
| مختار | اختیار رکھنے والا |
| مختار | صاحب اختیار |
| مخصوص | خاص |
| مخفی | پوشیدہ |
| مخفی | پوشیدہ |
| مدارعلوم | علوم کا محور و مرکز |
| مدارعلوم | علوم کا محور و مرکز |
| مدخول | جو داخل کیا جائے |
| مدعا | مقصد |
| مرادف | برابر |
| مرجع | رجوع کرنے کا مقام رمرکز توجہ |
| مردد | تشویش پیدا کرنے والے رتردید کرنے والے |

| لفظ | معنی |
|---|---|
| مرغوب | پسندیدہ |
| مرکب | دو یا دو سے زیادہ کو ملا کر تشکیل دیا ہوا |
| مروت | رواداری |
| مس فلاکت | بد قسمتی کی چاندی |
| مستغرق | نہایت مصروف |
| مستغنی | بے نیاز |
| مستفاد | فائدہ مند |
| مستمر | جاری |
| مستمر | قائم، جاری |
| مستی | نشہ |
| مسلوب | سلب کیا گیا رالگ کیا گیا |
| مسند آرا | تخت پر بیٹھا |
| مشابہ بہ صوت حیوانی | جانوروں کی آوازوں جیسی |
| مشارکت | شرکت |
| مشتاق | شوق رکھنے والا |
| مشتق | نکلا ہوا |
| مشروح | جن کی وضاحت کی گئی |
| مشغولی | مصروفیت |
| مصدر | حاصل ہونے کا مقام رمنبع |
| مصدر | منبع |

| | |
|---|---|
| مصروف کرنا | استعمال میں لانا |
| مضموم | جس حرف پر پیش ہو |
| مضمون ماسبق | پچھلا مضمون رپچھلی بات |
| مطرب | گانا بجانا |
| مطلق | غیر متعین |
| مظہر انصاف وعدل وسخا | انصاف، عدل اور سخاوت کا نمائندہ |
| مظہر | ظاہر کیا گیا |
| معتل | جس میں حرف علت ہو |
| معجزا (معجزہ) | ایسا عمل جس کے سمجھنے سے عقل عاجز ہو |
| معدن خوبی | خوبی کی کان |
| معرا | خالی |
| معروف | جانے پہچانے |
| معطوفہ | ملائی گئی |
| معناً | معنی کے اعتبار سے |
| معوض | جس کا بدلہ ہو |
| معیت | ساتھ |
| معین | طے شدہ |
| مغاں | ساقی |
| مغایر | الگ |
| مغایر | الگ الگ |
| مفاد | فائدہ |

| | |
|---|---|
| مفتقر | فقیر رغریب |
| مفسدے | فسادی |
| مفصول | الگ الگ |
| مقتضا | تقاضا رضرورت |
| مقدر | حذف کردہ |
| مقدم | پہلے |
| مقدم | پہلے (کلمے سے) |
| مقدمات قیاس | قاعدے کے معیار |
| مقرر | طے شدہ |
| مقصود | پیش نظر مقصد |
| مکانی | جگہ سے متعلق |
| مکروہ | ناپسندیدہ |
| مکسور | جس حرف پر زیر ہو |
| مکشوف | ظاہر |
| ملثوم | پسندیدہ، مرغوب (لغوی معنی چوما ہوا) |
| ملفوظ | ادا کردہ |
| ملک | فرشتے |
| منادیٰ | پکارا گیا |
| منتج | نتیجہ پر پہنچا ہوا |
| منتفع | فیض یاب |
| ممتین | احسان مندی منصرف |
| مصروف منصوص | تحقیق شدہ رطے شدہ |
| منقول | لکھا گیا رنقل کیا گیا |
| منکر زمان | زمانہ جس کا تعین نہ ہو |

| | | | |
|---|---|---|---|
| موجد | ایجاد کرنے والا | نکتہ چیں | خامیاں تلاش کرنے والے |
| مورت | تصویر ربت | نکتہ شناس | گہری بات سمجھنے |
| مورد جعل | بنانے والا | | والا/دقیقہ رس |
| موصول | ملے ہوئے | نکواختر | نیک بخت |
| موضوع | بنایا گیا | نوبہ نو | قسم قسم کے |
| مؤخر | آخر میں/بعد میں | نوع | قسم |
| مؤخر | بعد میں (کلمے سے) | نہال | پودا |
| مہتمم دین | دین کا اہتمام کرنے والا | نیک خو | اچھی عادتوں والا |
| مہر و ماہ | سورج اور چاند | نیک لقب | نیک نام |
| نتیجہ مظنوں | سوچ کے نکالا گیا نتیجہ | واجب | لازمی |
| نثار | قربان | واحد | یکتا |
| نج کی | ذاتی | واضع | بنانے والا |
| نج کی | ذاتی | والا جاہ | شان والا |
| نحو | تراکیب اور جملوں | وحدان | واحد الفاظ |
| | کا علم | وسیلہ | ذریعہ |
| نخل | درخت | وصل کرنا | ملانا |
| ندائی | پکارنے یا بلانے سے متعلق | وقوعاً | جب فعل واقع ہو |
| ندا | پکار | وے (متروک) | وہ (صیغہ/جمع) |
| نسا | تانیث/مؤنث | ہادم کفر | کفر کو گرانے والا |
| نسبت | تعلق | ہادی خلق | مخلوقات کا رہنما |
| نظیر | مثال | ہجوم | اجتماع/اکٹھ |
| نعت رسول | حضرت محمد کی تعریف | ہمہ حال | ہر حال میں |
| | میں لکھی گئی نظم | ہے گا | ہوگا |
| نکبت | برا وقت | یائے ثقیلہ | چھوٹی یے |

# صرفِ اُردو

## امانت اللہ شیدا

تدوین و مقدمہ
ڈاکٹر غلام عباس

صرفِ اُردو

امانت اللہ شیدا

تدوین و مقدمہ
ڈاکٹر غلام عباس